عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوة

انٹر نیشنل

جلد نمبر ۱۱ شمارہ نمبر ۳۵

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

کیپٹل ازم کیمونزم سوشلزم سیکولرازم

قرآن پاک کو چھوڑ کر کون سا نظام ہے جسکے پاس انسانیت کی فلاح کا پروگرام ہو؟

مولانا صوفی عبدالحمید سواتی

شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافے کا یہ مرحلہ تاریخی تسلسل کی ایک کڑی ہے اور اسکی ضرورت سے انکار اس پورے تسلسل سے انکار اور اس کی نفی کے بغیر ممکن نہیں

مولانا زاہد الراشدی کا جنگ کے کالم نگار ارشاد احمد حقانی کے نام مکتوب

قادیانیوں کی طرح عیسائی بھی مسلمانوں میں خلط ملط ہو کر کلمہ گو مسلمانوں کے دینی تصور کو کمزور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ ڈاکٹر ریاض الرحمن

آپ کے مسائل

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ترتیب مولانا منظور احمد الحسینی

طلاق' طلاق' طلاق

س:۔ میرے بڑے بھائی نے اپنی بیوی سے گھریلو جھگڑے کی وجہ سے پریشانی کی حالت میں اپنی بیوی کو جو کہ میکہ میں تھی اسے طلاق' طلاق' طلاق' دیتا ہوں لکھ کر بھیج دیا ہے اور وہ خط لڑکی کے بھائی نے پڑھا ہے اور لڑکی نے نہیں پڑھا' اب خاندان کے بڑوں نے درمیان میں پڑ کر راضی نامہ یا دوبارہ میاں بیوی کا رشتہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔

جناب عالی آپ سے درخواست ہے کہ اسلامی طریقہ سے اس کا حل بتائیں کہ کیا یہ حلالہ کے بغیر دوبارہ صرف نکاح کر کے رہ سکتے ہیں یا ان کا حلالہ ضروری ہے۔

ج:۔ اس سے تین طلاقیں واقع ہو گئیں' حلالہ شرعی کے بغیر دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا۔ واللہ اعلم

حرف "ض" کا صحیح تلفظ

س:۔ ہمارے شہر میں دوسری مسجد میں جب خطیب "الحمد" شریف پڑھتا ہے تو "غیر المغضوب علیہم ولا الضالین" کی آواز نکلتی ہے اور ہم جب پڑھتے ہیں تو "غیر المغضوب علیہم ولا الضالین" کی آواز نکلتی ہے۔ برائے کرم صحیح تلفظ بتائیں؟

ج:۔ "ض" کا تلفظ اپنا ہے۔ وہ نہ "ظ" ہے اور نہ "دال" البتہ کسی حد تک "ظ" کے مشابہ ہے۔

دیدوں گا طلاق

س:۔ جناب ہمارے پڑوس میں ایک فیملی رہتی ہے جہاں شوہر بیوی سے ہر وقت جھگڑتا رہتا ہے اور فحش گالیاں بکتا رہتا ہے' اس کی بیوی انتہائی شریف اور باکردار عورت ہے' اس کی گواہی سارا محلہ اور ان کا پورا خاندان دے گا لیکن اس کا شوہر اس پر انتہائی فحش الزامات لگاتا ہے۔ ایک بار اس عورت نے شوہر کے کہنے پر قرآن پر ہاتھ رکھ کر اپنی پاکیزگی کی قسم بھی کھائی تھی لیکن اس کے شوہر کو پھر بھی اس کا اعتبار نہیں۔ بقول اس عورت کے ۱۵ یا ۱۶ برس پہلے اس کے شوہر نے اس سے جھگڑتے ہوئے غصے کی حالت میں کہا تھا کہ "میں تمہیں طلاق دیتا ہوں' طلاق دیتا ہوں" چند روز بعد اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور وہ دونوں میاں بیوی کی طرح رہنے لگے۔ اس کے بعد بھی غصہ کرتے وقت وہ اپنی بیوی کو بار بار اس طرح کہہ چکا ہے کہ اب اگر تم نے ایسا کیا (جس بات پر غصہ آیا ہو) تو میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔ لیکن دوبارہ وہ بات ہونے تک اس کا غصہ ٹھنڈا ہو چکا ہوتا ہے۔ چند روز پہلے اس نے اپنی بیوی کو کہا کہ "خدا کی قسم اب میں تمہیں طلاق دیدوں گا اور مجھ پر لعنت ہے جو میں تم کو اپنی بیوی تسلیم کروں۔ مگر دوسرے دن تک بات آئی گئی ہو گئی' یہ بھی بتاتی چلوں کہ اس کی اولاد جوان ہے وہ شخص اولاد کی مادی ضروریات تو کسی حد تک پوری کرتا رہا ہے لیکن کبھی بچوں کو باپ کا پیار نہیں دیا ذرا ذرا سی بات پر بچوں کو روئی کی طرح دھنک کر رکھ دیتا ہے۔ اولاد اب باپ کی زیادتیاں نہیں برداشت کر سکتی۔ انہوں نے ماں کو بھی علیحدگی پر راضی کرلیا ہے جو کہ اب تک اپنی اور شوہر کی رسوائی کے ڈر سے خاموش تھی۔

اب آپ یہ فرمایئے کہ کیا ان دونوں میں طلاق ہو گئی اور کیا انہیں علیحدہ کرنے اور باپ سے ترک تعلق کرنے سے اولاد کو گناہ ہو گا۔

ج:۔ "دیدوں گا" کے لفظ سے طلاق نہیں ہوئی۔ پہلے جو دو بار "دیتا ہوں" کہا اس سے دو طلاقیں ہو گئیں تھیں' لیکن چونکہ رجوع کرلیا لہٰذا دونوں میاں بیوی رہے۔ آئندہ اگر ایک طلاق اور دیدے تو طلاق مغلظہ ہو جائے گی۔ اولاد جوان ہے تو ان کو چاہئے کہ ان دونوں کو الگ رکھیں۔ اس کو شوہر کے رحم و کرم پر نہ چھوڑیں۔

عورت کا بال کٹوانا گناہ ہے

ایک سائلہ کراچی

س:۔ یہ ہے کہ میرے اوپر تک بالوں میں دو دو جڑیں نکل آئیں ہیں۔ بال بھی نہیں بڑھ رہے اور بالکل بے رونق ہو گئے ہیں' بالوں کو کٹوائے بغیر کوئی حل نظر نہیں آتا۔

قرآن و سنت کی روشنی میں آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا میں اپنے بال اتنے کٹوالوں کہ ان کی دو دو جڑیں ختم ہو جائیں اور آئندہ پھر میں اپنے بالوں کی صحیح طرح سے دیکھ بھال کرسکوں کیونکہ جب تک وہ جڑیں ختم نہیں ہوں گی بالوں کو بڑھانے کا کوئی تیل یا شیمپو اثر نہیں کرے گا۔

ج:۔ عورت کا بال کٹوانا گناہ ہے۔ کسی معالج سے اس کا علاج کرایا جائے۔ اگر وہ ایک بار بطور علاج کٹوانے کا مشورہ دے تو کٹوالے جائیں۔

س:۔ کیا عورت گھر میں بھی ہر وقت سر پر دوپٹہ اوڑھے رہے کیونکہ میں جب گھر میں کام وغیرہ کرتی ہوں تو ابا اور بھائی کے سامنے دوپٹہ نہیں اوڑھتی لیکن اگر کوئی نامحرم آجائے تو سر پر دوپٹہ اوڑھ لیتی ہوں' اس کے علاوہ چچا' ماموں وغیرہ کے سامنے بھی سر پر دوپٹہ نہیں اوڑھتی' دوپٹے کا کیا مسئلہ ہے؟

ج:۔ دوپٹہ اوڑھنا عورت کی زینت ہے اس لئے بہتر ہے کہ گھر میں بھی اوڑھا جائے۔ البتہ اپنے محرم کے سامنے سر ننگا کرنا جائز ہے۔

سودی قرض

س:۔ میں نے حج پر جانے کے لئے پراویڈنٹ فنڈ سے قرضہ حاصل کیا ہے جو ہر ماہ میری تنخواہ سے کٹتا ہے۔ اب اس رقم پر گیارہ ہزار روپیہ سود بھی ادا کرنا ہے۔ اگر میں حج پر جانے سے پہلے سود کی رقم ادا کردوں تو قرضے کی رقم حج کے لئے استعمال کرسکتا ہوں یا نہیں۔ ورنہ بصورت دیگر مجھے مزید ایک سال رقم جمع کرنے میں لگ جائے گا۔

چونکہ میں اس سلسلے میں جلدی فیصلہ کرنا چاہتا ہوں جلدی جواب عنایت فرمائیں۔

ج:۔ سودی قرض کا گناہ ہوا' باقی لینے کے بعد وہ رقم آپ کی ملک ہے جو چاہیں کریں۔ واللہ اعلم۔

منکر حدیث سے نکاح جائز نہیں

ایک بچی کراچی

س:۔ ایک پریشان حال بچی آپ سے مخاطب ہے۔ امید ہے آپ نہایت غور اور ہمدردی سے میرے مسئلے کو حل کریں گے۔

مسئلہ یہ ہے کہ عرصہ ۶ ماہ قبل میری منگنی ہوئی تھی' میرا منگیتر نہایت خوش اخلاق اور اچھے اوصاف و کردار کا حامل تھا' اسی وجہ سے یہ رشتہ میرے اور اس کے والدین کی باہمی رضامندی سے طے ہوا۔ فریقین بہت خوش تھے۔ لیکن مجھے ایک ماہ قبل معلوم ہوا کہ میرا منگیتر پرویزی مسلک اختیار کرچکا ہے۔ یہ پرویز صاحب طلوع اسلام ٹرسٹ والے ہیں۔

میں نے سنا ہے کہ ان کو خارج اسلام قرار دیا گیا ہے؟ ان سے نکاح جائز نہیں ہے اور بہت سی باتیں ہیں جن کے بارے میں' میں بہت متفکر ہوں۔ اور اس کے علاوہ قربانی

باقی صفحہ ۲۴ پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

مُدیر مسئول عبد الرحمٰن باوا

جلد: ۱۱ | ۶ تا ۱۲ شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ مطابق ۲۹ جنوری تا ۴ فروری ۱۹۹۳ء | شمارہ: ۳۵

اس شمارے میں

۱۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل ———— ۲
۲۔ قرآن و حدیث ———— ۴
۳۔ اداریہ ———— ۵
۴۔ سیدنا صدیق اکبرؓ ———— ۷
۵۔ قرآن کا قانون ———— ۹
۶۔ امام ابو حنیفہؒ ———— ۱۰
۷۔ قلب ———— ۱۱
۸۔ اپنی اقدار کو بچایئے ———— ۱۲
۹۔ مکتوب ارشاد احمد حقانی ———— ۱۳
۱۰۔ پریس کانفرنس ———— ۱۵
۱۱۔ عیسائیوں کا طرز عمل ———— ۱۴
۱۲۔ اسلام اور مسلمان ———— ۱۶
۱۳۔ بہشتی مقبرہ روتا ہے ———— ۱۹

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نگران اعلیٰ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

معاون مدیر

مولانا منظور احمد الحسینی

سرکولیشن منیجر

محمد انور

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۷۴۴۰۰ پاکستان
فون نمبر 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

چندہ اندرون ملک

سالانہ ———— ۱۵۰ روپے
ششماہی ———— ۷۵ روپے
سہ ماہی ———— ۴۵ روپے
فی پرچہ ———— ۳ روپے

چندہ بیرون ملک

غیر ممالک سالانہ بذریعہ ڈاک ۴۵ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام "ہفت روزہ ختم نبوت"
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۵۰۰۰ کراچی پاکستان ارسال کریں

ایڈیٹر و پبلشر: عبد الرحمٰن باوا ــ طابع: سید شاہد حسن ــ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ــ مقام اشاعت: ۱۰۵ جریدہ لائن کراچی

ارشادِ باری تعالیٰ

جل جلالہٗ

قرآن مجید معجزہ ہے

اور وہ نہیں یہ قرآن کہ کوئی بنالے اللہ کے سوا اور لیکن تصدیق کرتا ہے اگلے کلام کی اور بیان کرتا ہے ان چیزوں کو جو تم پر لکھی گئیں جس میں کوئی شبہ نہیں پروردگار عالم کی طرف سے کیا لوگ کہتے ہیں کہ یہ بنالایا ہے تو کہہ دے تم لے آؤ ایک ہی سورۃ ایسی اور بلالو جس کو بلاسکو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو بات یہ ہے کہ جھٹلانے لگے جس کے سمجھنے پر انہوں نے قابو نہ پایا اور ابھی آئی نہیں اس کی حقیقت اسی طرح جھٹلاتے رہے ان سے اگلے سو دیکھ لے کیسا ہوا انجام گنہگاروں کا اور بعض ان میں یقین کریں گے قرآن کا اور بعضے یقین نہ کریں گے اور تیرا رب خوب جانتا ہے شرارت والوں کو (یونس آیت ۳۷ تا ۴۰)

فرمانِ خاتم النبیین

صلی اللہ علیہ وسلم

ایک نیکی پر سات سو گنا اجر

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ فرماتے تھے کہ :
"جب بندہ اسلام قبول کرلیتا ہے اور اس کا اسلام اچھا ہوتا ہے تو جو برائیاں اس نے پہلے کی ہوتی ہیں اللہ اسلام کی برکت سے ان سب کو معاف کردیتا ہے اور اس کے بعد اس کی نیکیوں اور بدیوں کا حساب یہ رہتا ہے کہ ایک نیکی پر دس گنے سے لے کر سات سو گنے تک ثواب دیا جاتا ہے اور برائی کرنے پر وہ اسی ایک برائی کی سزا کا مستحق ہوتا ہے' الا یہ کہ اللہ تعالیٰ اس سے بھی درگزر فرمائے اور معاف ہی فرمادے۔"

(بخاری)

پچیدہ پچیدہ

امت محمدیؐ کا فیصلہ

قرآن کی آیتیں نازل ہو رہی ہیں۔ الوہیت مسیح اور تثلیث کی تردید میں قرآنی دلائل کا چرچا ہے۔ نصرانیوں پر اسلامی دلائل کا رعب چھایا ہوا ہے دوسری طرف حضرت مریم صدیقہ کی پاک دامنی' عفت اور صفائی نیز حضرت عیسیٰؑ کی عالی شان جبرائیل سے پیدائش' اس کی نبوت یہود کے مقابلہ میں اس کی خدائی حفاظت اور رفع الی اللہ کے تذکرے ہیں۔ ایسے وقت آنحضرتؐ کا یہود کو فرمانا کہ مسیح زندہ ہے اور اس کو دوبارہ آنا ہے اور مسلمانوں کو قسم کھا کر آپ کا فرمانا کہ مسیح عیسیٰ ابن مریم قیامت سے پہلے ضرور نازل ہوں گے ان کو پہچان رکھو۔ اس وقت تمام اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے۔ حضرت ابو ہریرہؓ صحابی آپ کا یہ ارشاد قرآن کی تفسیر قرار دے رہے ہیں۔ ان حالات میں کسی کو یہ خیال گزرنا بھی مشکل ہے کہ کسی اور مسیح کے آنے کا ذکر ہے۔ شرعی تذکروں میں مسیح ابن مریم سے وہی مریم صدیقہ کا بیٹا اسرائیلی مسیح عیسیٰؑ مراد لیا جاتا تھا۔ (مستشرقین کی تحریک صفحہ ۹۵)

شناختی کارڈمیں مذہب کے اندراج کے فیصلہ کی واپسی
لیگی حکمرانو! ہوش کے ناخن لو

شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اضافہ کا مطالبہ جو ایک عرصہ سے پاکستان کے عوام کرتے چلے آرہے تھے جسے حکومت نے تسلیم کرلیا۔ اب اس کے بارے میں حکومت کے عزائم خطرناک نظر آتے ہیں۔ وفاقی وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین نے قومی اسمبلی میں مذہبی خانہ کے خاتمہ کا اعلان کرکے عوام کو حیران کردیا اس بیان سے پاکستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک ہیجان و اضطراب ہی نہیں اشتعال کی ایک لہر دوڑ گئی ہے اور عوام یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ یہاں کے حکمرانوں کو اسلام اور مذہب کی کوئی فکر نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں اپنے مسلمان ووٹروں کی بجائے اقلیتوں کی زیادہ فکر ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ یہاں اقلیتوں کی حکومت ہے تو یہ بات غلط نہیں ہوگی۔ بہرحال اس سے قبل ایک اقلیتی وزیر نے بھی اپنے بھائیوں کو مذہبی خانہ کے خاتمہ کی نوید سنائی تھی اور یہ بھی کہا تھا کہ اب جو فیصلہ ہوا ہے وہ ختم نہیں ہوگا یعنی شناختی کارڈ میں مذہبی خانہ کا اضافہ نہیں ہوگا۔

اس وقت نام کو تو اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت ہے لیکن عملاً مسلم لیگ حکمران ہے جبکہ مسلم لیگ سے کسی نیکی کی توقع نہ پہلے تھی نہ اب ہے۔ یہ مسلم لیگ ہی تو تھی جس نے ۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں شمع رسالتؐ کے دس ہزار پروانوں کو خاک و خون میں تڑپایا تھا۔ وفاقی وزیر مذہبی امور حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی سمیت ملک کے متعدد رہنماؤں کے لئے سزائے موت کا اعلان کیا تھا اور بعض کو دیکھتے ہی گولی مارنے کا آرڈر جاری کیا تھا۔ ملک میں بار بار مارشل لاء لگنے کی تمام تر ذمہ داری بھی مسلم لیگ پر ہی عائد ہوتی ہے۔

سب سے اہم اور بڑی بات یہ ہے کہ یہ پاکستان کی بانی جماعت ہے اس نے قیام پاکستان کے لئے اسلام کا نام استعمال کیا اور متحدہ ہندوستان کے گلی کوچوں میں یہ نعرہ گونجتا رہا کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ...... جب پاکستان بن گیا تو اب تک کسی نہ کسی صورت میں مسلم لیگ ہی نے حکمرانی کی ہے پیپلز پارٹی کی تھوڑا عرصہ حکومت رہی لیکن اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ پیپلز پارٹی نے مسلم لیگ ہی کی کوکھ سے جنم لیا ہے صدر ضیاء الحق بھی لیگی تھے جو انتہائی ٹیکنیکل انداز میں مسلم لیگ کو چور دروازے سے برسراقتدار لائے۔

بہرحال یہ جاگیرداروں، منافقوں کا ٹولہ ہے جو امریکہ کا جھولی چک یا حاشیہ بردار ہے چونکہ امریکہ نہیں چاہتا کہ پاکستان میں اسلام آئے اور یہاں خالص اسلامی حکومت ہو اس لئے یہ لیگئیے ہر وہ کام کریں گے جو امریکہ کی مرضی اور منشاء کے مطابق ہوگا ہم سمجھتے ہیں کہ مسلم لیگی حکمرانوں نے یہ جو شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اضافہ کا فیصلہ واپس لیا ہے تو یہ بھی امریکہ کے اشارے پر ہی لیا ہے۔

اس کے ساتھ اس کے ذمہ دار وہ افسر بھی ہیں جو صدر، وزیراعظم اور وزیر داخلہ صاحبان کے چہیتے ہیں ممکن ہے وہ قادیانی ہوں لیکن خود کو مسلمان ظاہر کررہے ہیں کیونکہ قادیانیوں کے بھگوڑے پیشوا مرزا طاہر نے تمام قادیانی افسروں کو مبینہ طور پر یہ ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ اپنے کو مسلمان ظاہر کریں۔ بہرحال اس فیصلہ میں قادیانی عمل دخل کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ایسے میں ہم حکومت کو دوٹوک الفاظ میں کہہ دینا چاہتے ہیں کہ یہ نیا فیصلہ نہ صرف ملک کے لئے بلکہ حکومت کے لئے بھی انتہائی نقصان دہ ثابت ہوگا۔

عوام اس وقت آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے اجلاس اور پھر مجلس عمل کے رہنماؤں کے اشارے کے منتظر ہیں۔ جونہی کوئی فیصلہ ہوا عوام سڑکوں پر آنے سے دریغ نہیں کریں گے یہ سیاسی مسئلہ نہیں بلکہ مذہبی اور تاجدار ختم نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ کا مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ میں پاکستان کے عوام انتہائی جذباتی اور حساس واقع ہوئے ہیں۔ وہ اس مسئلہ پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور خون کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے اور اگر ایسا ہوا تو پھر تاجدار ختم نبوت کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے بہنے والا خون مسلم لیگی اقتدار کو خس و خاشاک کی طرح بہا کرلے جائے گا۔ اس لئے لیگی حکمرانوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں اور شناختی کارڈ میں مذہبی خانہ کے اضافے کا فیصلہ برقرار رہنا چاہئے۔

قادیانی لڑکی کا اغواء اور وزیر اعظم

چیچہ وطنی کے ایک قریب چک سے ایک قادیانی لڑکی بقول اس کے والد کے اغواء ہوگئی۔ اس کا باپ چیچہ وطنی میں وزیر اعظم کے دربار میں پہنچ گیا اور لڑکی کے مبینہ اغواء کا واقعہ سنایا۔ وزیر اعظم نے تھانیدار سے باز پرس کی تو تھانیدار نے لڑکی کے والد کو مرزائی کہہ دیا اس پر وزیر اعظم برہم ہوگئے اور برہمی کے عالم میں تھانیدار کو ڈانٹتے ہوئے کہا کہ۔

"اقلیتوں کے حقوق بھی ہم پر واجب ہیں اور جس سے بھی زیادتی ہوگی اس کا سختی سے نوٹس لیا جائے گا۔" (امن کراچی ۸ جنوری ۱۹۹۳ء)

اگر واقعی وہ قادیانی لڑکی اغواء ہوئی ہے اور اندرون خانہ کوئی معاملہ نہیں ہے تو ہم اسے زیادتی ہی کہیں گے اور زیادتی خواہ کسی کے ساتھ بھی ہو اس کا سختی سے نوٹس لیا جانا چاہئے۔ ایک مسلمان مملکت کی رعایا اور حکمران دونوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اقلیتوں کے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کریں لیکن اقلیتوں کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اس ملک کے قانون کو تسلیم کریں۔ لیکن قادیانی اقلیت واحد اقلیت ہے جو پاکستان کے قانون کی باغی ہے اور وہ خود کو مسلمان کہلوانے کے علاوہ اسلامی اصطلاحات کا استعمال کرتی اور شعائر اللہ کی توہین کی مرتکب ہے۔

ہمارا کہنے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ چونکہ قادیانی اسلام اور پاکستان دونوں کے باغی ہیں اس لیے عوام خود ان کے خلاف کارروائی کریں بلکہ ہمارے مخاطب جناب وزیر اعظم صاحب ہیں جو قادیانیوں کو غیر مسلم اور اقلیت تسلیم کرتے ہیں لیکن ان اسلام اور پاکستان دونوں کے باغیوں کو قانون کا پابند نہیں بناتے۔ جناب وزیر اعظم صاحب کو ان باغیوں کے خلاف بھی کارروائی کرنی چاہئے اور انہیں قانون کا پابند بنانا چاہئے۔

لاہور میں مختلف مکاتب فکر کے رہنماؤں کا اجلاس

مختلف مکاتب فکر' دینی و سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کا اجلاس متحدہ علماء کونسل کے مرکزی سیکرٹریٹ میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت اسلامی جمہوری محاذ اور جمعیت علماء پاکستان صوبہ پنجاب کے صدر جنرل ایم ایچ انصاری نے کی۔

اجلاس میں جمعیت علماء پاکستان کے مولانا محفوظ مشہدی' سردار محمد خان لغاری' میاں مسعود احمد' غلام سرور خان نیازی' قاری عبدالحمید قادری' جمعیت علماء اسلام کے مولانا سید رشید میاں' صاحبزادہ امجد خان' پاکستان عوامی تحریک کے مولانا احمد علی قصوری' اشفاق احمد خان' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے محمد اسماعیل شجاع آبادی' اتحاد العلماء پاکستان کے صدر مولانا عبدالمالک خان' جماعت اسلامی کے مولانا عبدالغفور' جامعہ اشرفیہ کے وائس چانسلر مولانا عبدالرحمان اشرفی' متحدہ جمعیت اہلحدیث کے عمران حمید مرزا' حافظ صلاح الدین یوسف' جامعہ نظامیہ کے مہتمم مفتی عبدالقیوم ہزاروی' متحدہ علماء کونسل کے جنرل سیکریٹری مولانا عبدالروف ملک' سپاہ صحابہؓ پنجاب کے سرپرست اعلیٰ پیر سیف اللہ خالد سمیت کئی ایک علماء کرام نے شرکت کی۔

مذکورہ بالا رہنماؤں نے حکومت پاکستان کی منافقانہ پالیسی' وفاقی وزیر داخلہ کی طرف سے قومی شناختی کارڈ سے مذہب کے خانہ کے خاتمہ کا اسمبلی میں بیان پر غم و غصہ کا اظہار کیا اور چودھری شجاعت حسین کے بیان کی پر زور مذمت کی۔

علماء کرام نے حکومت کو انتباہ کیا کہ قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کی بحالی اور اس ضمن میں ایڈمنسٹریٹر آرڈر فی الفور جاری کیا جائے۔ بصورت دیگر مختلف دینی و سیاسی جماعتوں کے رہنما اسلام آباد میں ختم نبوت مارچ' مظاہرہ اور مطالبات تسلیم ہونے تک دھرنا مارنے پر مجبور ہوں گے۔ جس کی تمام تر ذمہ داری مسلم لیگی حکومت پر ہوگی۔ علماء کرام نے وفاقی وزیر مذہبی امور مولانا عبدالستار خان نیازی سے اپیل کی کہ وہ حکومت کو مطالبہ تسلیم کرنے کی وارننگ دیں بصورت دیگر وزارت سے استعفیٰ دے کر واپس آجائیں۔ لاہور اور پنجاب میں تحریک ختم نبوت کو منظم کرنے کے لئے ایک رابطہ کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے کنوینر جنرل محمد حسین انصاری ہوں گے۔ رابطہ کمیٹی عنقریب مرکزی رہنماؤں سے رابطہ کرے گی۔

آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا اجلاس طلب کر لیا گیا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین و کارکنوں کا اجلاس مولانا عزیز الرحمان جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں حاجی بلند اختر نظامی' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا عبداللطیف انور' حافظ عبدالخالق' بدر عالم ایڈووکیٹ' طاہر رزاق' متین خالد کے علاوہ دیگر کارکنوں نے بھی شرکت کی۔

مولانا جالندھری نے وفاقی وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین کے پارلیمنٹ میں دیئے گئے بیان جس میں قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے خاتمہ کا اعلان کیا گیا ہے پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حکومت مٹھی بھر اقلیتوں جو قادیانیوں کے ہاتھوں کھلونا بنے ہوئے ہیں کو خوش کرنے کے لئے پاکستان بھر کی دینی جماعتوں کے رہنماؤں اور ملت اسلامیہ پاکستان کے جذبات و احساس کو مجروح کر رہی ہے۔

انہوں نے کہا کہ عنقریب آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت میں شامل اٹھارہ دینی و سیاسی جماعتوں کا اجلاس لاہور میں منعقد ہوگا۔ جس میں مجلس عمل کے مرکزی رہنما آئندہ لائحہ عمل کا اعلان کریں گے۔ اس سلسلہ میں مرکزی رہنماؤں سے رابطہ کے لئے کمیٹی قائم کر دی گئی جو مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا اللہ وسایا پر مشتمل ہوگی۔ چنانچہ کمیٹی نے جمعیت علماء اسلام کے جنرل سیکریٹری مولانا فضل الرحمان' جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی رہنماؤں شاہ فرید الحق' جنرل کے ایم اظہر' جنرل انصاری سمیت دیگر رہنماؤں سے رابطہ شروع کر دیا ہے۔

خاتم النبیین محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر

بلا دلیل طلب کئے ایمان لانے والے اور دین کے ہر معاملے میں اول رہنے والے۔۔۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عثمان ابن عفانؓ زبیر ابن عوامؓ طلحہؓ بن عبید اللہ سعد ابن ابی وقاصؓ اور عبدالرحمٰن ابن عوفؓ جیسی شخصیات آپ ہی کی دعوت سے مسلمان ہوئیں۔

انسانی تاریخ میں بعض ایسی شخصیتیں بھی جلوہ افروز ہوئیں جن کے جلوؤں سے نگاہیں ورطہ حیرت میں پڑ گئیں۔ جن کی صداقت و شرافت کے آفتاب نے عالم کو منور کیا اور شرک و کفر کی ظلمتوں کو کالعدم کر دیا اور جو اسلام کو چار سو عالم میں پھیلانے کے لئے مددگار ثابت ہوئیں ایسی شخصیتیں تعداد میں بہت کم ہیں۔ ان میں سے عظیم شخصیت پیکر حق و صداقت جانشین امام الانبیاء خلیفہ بلا فصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات مبارکہ کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے جن کے احسان کو ایک لحظہ بھی امت فراموش نہیں کر سکتی۔ یہی وہ عظیم شخصیت ہے جس کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں مسلسل حاضری کا موقع ملتا رہا۔

آپ کا اسم گرامی عبداللہ کنیت ابوبکر لقب صدیق اور عتیق تھا۔ مگر صدیق زیادہ مشہور ہوا آپ کے والد کا نام عثمان کنیت ابو قحافہ تھی۔ والدہ محترمہ کا نام سلمٰی بنت صخر کنیت ام الخیر تھی۔ آپ کی ولادت باسعادت واقعہ فیل سے دو برس چار ماہ بعد ۵۷۳ء میں ہوئی تو اس طرح آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سال دو ماہ چھوٹے ہوئے۔ آپؓ مشرف باسلام ہونے سے قبل بھی اشراف قریش میں شمار ہوتے تھے اور تمام قریش کے لوگ سید صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت اور شرافت کے قائل تھے اسی وجہ سے تمام قریش مکہ نے قصاص و دیت جیسا اہم منصب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا تھا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بچپن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت تھی۔ اسی وجہ سے شام کے سفر میں سیدنا بلال کو اجارہ پر لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے ساتھ روانہ کیا۔ آپؓ اسلام سے قبل بھی دین ابراہیمی پر قائم تھے اور تمام جاہلیت کے افعال اور غلط کاموں سے پرہیز کرتے تھے چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ قول نقل کیا ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے شراب اپنے نفس پر زمانہ جاہلیت میں بھی حرام کر رکھی تھی اور کبھی انہوں نے شراب نہیں پی۔ اس روایت سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ اسلام سے قبل ہی ایسے سلیم العقل تھے کہ وہ حرام چیزوں سے بچتے تھے اور سیدنا

عبدالغفار قریشی

صدیق اکبرؓ ہی کی ذات ہے جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کے بعد مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ جس کو بھی میں نے اسلام کی دعوت دی ہر ایک نے کوئی نہ کوئی دلیل مانگی مگر صدیق اکبرؓ وہ شخص ہیں جس نے بغیر دلیل مانگے میری تصدیق کی۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لانے کے فوراً بعد اپنے قریبی ساتھیوں کو دین اسلام کی دعوت دینا شروع کی اور آپؓ کی دعوت کا نتیجہ بہت جلد ہی ظاہر ہوا اور آپ کی دعوت ہی کی وجہ سے سیدنا عثمان بن عفانؓ زبیر بن عوامؓ طلحہؓ بن عبید اللہؓ سعد بن ابی وقاصؓ اور عبدالرحمانؓ بن عوفؓ جیسی عظیم شخصیتیں مشرف باسلام ہوئیں سیدنا صدیق اکبرؓ پر قبول اسلام کے بعد بہت سے حوادث اور تکلیفیں آئیں مگر انہوں نے صبر کا پلو نہ چھوڑا اور ظلم کو برداشت کرتے رہے لیکن اسلام کا دامن نہیں چھوڑا حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ مشرکین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر مارا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی طاری ہو گئی مگر اس جگہ موجود مسلمانوں میں سے کسی کو چھڑانے کی جرات نہ ہوئی اتنے میں صدیق اکبرؓ آئے اور کفار کے ہجوم میں داخل ہو کر آپؐ کو چھڑایا اور اس کے بعد ایک جگہ کھڑے ہو کر کفار کو پکار کر کہا کہ ہلاکت ہو تمہارے لئے کہ تم ایک ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جس نے کہا کہ میرا پروردگار اللہ ہے (سیرۃ الصدیقؓ) اسی طرح اور بھی دیگر واقعات پیش آئے جہاں سیدنا صدیق اکبرؓ نے اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر دشمن سے مقابلہ کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی۔ کیا خوب کسی نے کہا ہے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اسی وجہ سے حضرت علیؓ بھی آپؓ کی بہادری کے قائل تھے اور فرماتے تھے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے ایسی ایسی مصیبتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ شجاعت سے دیا کہ جہاں کسی کا حوصلہ نہیں ہوتا تھا (سیرۃ الصدیقؓ) یہ سیدنا صدیق اکبرؓ کے فضائل کی لڑی کی پہلی کڑی ہے کہ انہوں نے مظلوم مسلمانوں کو کفار کے ظلم سے نجات دلوائی اور متعدد مرتبہ اپنی رقم سے ان مسلمان غلاموں کو خرید کر آزاد کیا جو اپنے آقاؤں کے ظلم کی چکی میں پس رہے تھے اسی طرح جب مشرکین مکہ کی طرف سے ظلم و ستم کی انتہاء ہو گئی تو اللہ رب العزت نے ہجرت کا فرمان جاری کیا اور حضورؐ نے تمام مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا اور ہر ایک مسلمان نے فرداً فرداً ہجرت شروع کر دی مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبرؓ کو ہجرت

کی اجازت نہیں دی مگر جب خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ رب العزت کی طرف سے ہجرت کا حکم ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سلا کر خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبرؓ کو گھر گئے اور ان کو ہجرت کے لئے اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ یہ شرف صرف صدیق اکبرؓ کو حاصل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود صدیق اکبرؓ کے گھر آئے اور صدیق اکبرؓ کو حضورؐ کے ساتھ ہجرت کرنے کا شرف حاصل ہوا آپؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو اونٹنیاں پیش کیں جن پر دونوں حضرات سوار ہو کر ہجرت کے لئے روانہ ہوئے اور غار ثور میں تین دن تک قیام فرمایا اس کے بعد وہاں سے مدینے کی طرف روانہ ہوئے اور ربیع الاول ۱ھ بمطابق ۲۰ ستمبر ۶۲۲ء کو قباء نامی مقام پر پہنچے اور چودہ دن تک قیام کیا پھر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے مدینے سے باہر جمع ہو کر تمام مسلمانوں نے ان حضرات کا استقبال کیا اس تمام سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صدیق اکبرؓ ساتھ رہے۔ ہجرت کے بعد اگرچہ وہ مصائب جو مشرکین مکہ کی طرف سے پیش آتے تھے ختم ہوگئے مگر مدینے میں دوسری قسم کی خدمات مسلمانوں کے سپرد کر دی گئیں تھیں جن میں سب سے بڑی خدمت جہاد کی تھی اور یہ اللہ کی طرف سے ایک بہت بڑا امتحان تھا مگر اس میں بھی سیدنا صدیق اکبرؓ ہمیشہ صف اول کے سپاہی نظر آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے اور ہر ایک میدان میں آپؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب رہتے اور ان کی حفاظت کرتے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ غزوہ احد کی لڑائی میں بھی شریک ہوئے اور اپنی جانثاری کا حق ادا کیا جس وقت غزوہ ختم ہوا اور صحابہ کرامؓ زخموں سے چور چور تھے لیکن جب کافروں کی دوبارہ آمد کا سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ جہاد کا حکم دیا اس وقت بھی جو ستر آدمی سب سے پہلے تیار ہوئے ان میں بھی صف اول کے مجاہد صدیق اکبرؓ تھے۔

اسی طرح سیدنا صدیق اکبرؓ نے ہر مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا اور اپنی جان و مال کو قربان کیا ایک روایت کے مطابق جس وقت آپؓ مسلمان ہوئے تو چالیس ہزار دینار یا درہم کے مالک تھے مگر سب کا سب اسلام کے لئے خرچ کر دیا اور ایسا وقت بھی آیا کہ آپؓ نے اور کچھ نہ ہونے کی وجہ سے سوئی اور دھاگہ بھی گھر سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کی سیرت کے متعلق کئی قرآنی آیتیں نازل ہوئیں اور حضورؐ نے بے شمار احادیث آپؓ کے متعلق بیان کی ہیں۔ بخاری شریف میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں امت میں کسی کو خلیل بناتا تو وہ ابوبکر صدیقؓ ہوتے مگر وہ میرے بھائی اور ہم نشین ہیں۔ اسی طرح ترمذی میں بروایت قاسم بن محمد اور انہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قوم میں ابوبکرؓ موجود ہوں اس قوم کے لئے کسی اور کو امام بنانا زیب نہیں دیتا یہی وجہ ہے کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیمار ہوئے تو اپنی جگہ امامت کے لئے صدیق اکبرؓ کا انتخاب فرمایا۔ اسی وجہ سے صحابہؓ بھی آپ کی عظمت اور شرافت کے قائل تھے۔

نہج البلاغہ میں حضرت علیؓ کا خط بنام امیر معاویہؓ نقل کیا ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ افضل تھے اسلام میں جیسا کہ آپ کا خیال ہے اور سب سے زیادہ مخلص تھے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ۔ مجھے اپنی جان کی قسم کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کا رتبہ اسلام میں بلند ہے اور ان کی وفات سے اسلام کو سخت نقصان پہنچا اللہ ان پر رحم کرے اور ان کے اچھے کاموں کا بدلہ دے۔ یہی وجوہات تھیں کہ حضورؐ کی وفات کے بعد تمام صحابہ کرامؓ نے متفقہ طور سیدنا صدیق اکبرؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین اور اپنا امام اور خلیفہ مانا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کی خلافت کا آغاز بڑی مشکلات اور حوادثات کے ساتھ ہوا مگر آپؓ نے تدبر اور عافیت اندیشی اور مذہبی بصیرت کے ساتھ ان سب پر قابو پایا سب سے اہم انقلاب عرب کا ارتداد تھا دوسرے جانب متعدد جھوٹے مدعیان نبوت اٹھ کھڑے ہوئے اور بعض قبائل نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا۔ ان مشکلات کے ساتھ غزوہ موتہ کی مہم بھی تھی جو لشکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت کے وقت رومیوں سے حضرت زید بن حارثہ کا انتقام لینے کے لئے روانہ کیا تھا مگر حضورؐ کی بیماری کی خبر سن کر رک گیا تھا لیکن یہ حضرت صدیق اکبرؓ کی ذات مقدسہ تھی کہ جس نے تمام سازشوں کو کچل کر رکھ دیا۔ سب سے پہلا کام آپؓ نے یہ کیا کہ اسامہؓ کے لشکر کو روانہ کیا اگرچہ حالات سازگار نہ تھے غیر مسلموں کی طرف سے دھمکیوں کی خبریں آ رہی تھیں اسی طرح لشکر اسامہؓ کو روانہ کرنے کے بعد مرتدین کے خلاف اعلان جہاد کیا اور جھوٹے مدعیان نبوت کے خلاف بھی جہاد کرنے کے لئے لشکر روانہ کیا۔ اور تمام فتنوں کی مکمل سرکوبی کی۔ اسی طرح منکرین زکوۃ کے خلاف بھی جہاد کا اعلان کیا اور فرمایا کہ اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بکری کے ساتھ رسی بھی زکوۃ میں دیتا تھا اب وہ نہیں دیتا تو ابوبکرؓ اس کے خلاف بھی جہاد کرے گا اگرچہ اکیلے لڑنا پڑے چونکہ اس وقت کچھ صحابہؓ نے بھی اس چیز سے اختلاف کیا کہ ہر طرف سے آپ محاذ نہ کھولیں مگر صدیق اکبرؓ دین کی توہین برداشت نہیں کر سکتے تھے ان تمام حالات سے نمٹنے کے بعد کئی علاقے بھی فتح کئے جن میں حیرہ' ابناء اور شام کے کئی علاقے شامل ہیں اور ان علاقوں پر اسلام کا پرچم لہرایا اور آپؓ ہی کے دور میں پہلی مرتبہ عراق کے خلاف فوجی کارروائی کی گئی اور کئی علاقے زیر نگیں اسلام آئے گویا کہ تمام سازشوں کا مقابلہ کرنے کے بعد مختصر سے دور خلافت میں کئی علاقے بھی فتح کئے گئے اور ان میں اسلام کا پرچم لہرایا گیا بالآخر جس وقت اسلامی فوجیں دمشق کے محاصرے میں مصروف تھیں جمادی الاخری ۱۳ھ کو آپ بیمار ہوگئے لوگوں نے بیماری کی مختلف وجوہات بیان کیں مگر حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آپ کی بیماری اور موت کا سبب دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی اور وفات تھی۔

کوئی مزا مزا نہیں کوئی خوشی خوشی نہیں
تیرے بغیر زندگی موت ہے زندگی نہیں

سیدنا صدیق اکبرؓ چند روز دن تک بیمار رہے اور ۲۲ جمادی الثانیہ ۱۳ھ بروز پیر اس آفتاب خلافت' جانشین پیغمبر خلیفہ بلافصل نے اس دنیائے فانی سے کوچ کر کے آخرت کا سفر اختیار کیا اور اپنے محبوب کے پہلو میں جا کر ہمیشہ کے لئے بستر لگایا (اناللہ و انا الیہ راجعون) سیدنا صدیق اکبرؓ کی کل عمر ۶۳ برس تھی آپ کی نماز جنازہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور روضہ رسولؐ میں آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ کی خلافت کی مدت دو سال تین ماہ دس دن تھی۔ گویا سیدنا صدیق اکبرؓ نے اس مختصر سے دور خلافت میں

باقی ص۲۴ پر

قطعہ تاریخ شہادت بابری مسجد

نتیجہ فکر سید مظفر احمد ضیا

ساتھ پردوں میں چھپنے کی کوشش میں تھا
ہاتھ جوڑے ہوئے ہندوئے کینہ خو
کر کے مسمار اب مسجد بابری
سامنے ہے "رخ حاکم فتنہ جو"

۱۴۱۳ھ

کیپٹل ازم کمیونزم سوشلزم سیکولرازم

قرآن پاک کو چھوڑ کر کون سا نظام ہے جسکے پاس انسانیت کی فلاح کا پروگرام ہو؟

مولانا صوفی عبدالحمید سواتی

قرآن مجید میں ہے... قال الذین لا یرجون لقاء نا ائت بقران غیر هذا او بدله قل ما یکون لی ان ابدله من تلقای نفسی "کہتے ہیں وہ لوگ جو نہیں امید رکھتے ہماری ملاقات کی کہ لے آ ہمارے پاس اس قرآن کے علاوہ یا اس کو تبدیل کردے۔ اے پیغمبرؐ! آپ کہہ دیں کہ نہیں ہے میرا کام کہ میں اس کو تبدیل کردوں اپنی طرف سے"۔

آپ قرآن پاک کی اس واضح آیت کو مد نظر رکھ کر دور موجودہ حکومتوں کے نظام کا جائزہ لیں کہ دنیا میں آج جتنے بھی حکمران ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے قانون کی کس حد تک پابندی کر رہے ہیں۔ غیر مسلم اقوام تو خارج از بحث ہیں، ہم دنیا کی پچاس کے قریب مسلمان ریاستوں پر نظر ڈالتے ہیں تو اس معاملہ میں سخت مایوسی ہوتی ہے کہ کسی ایک ریاست میں بھی من وعن قرآن پاک کے قانون پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے۔ قرآنی پروگرام کے نفاذ کا خیال تو اسے آسکتا ہے جو قرآن پاک کی تلاوت کرے گا اور پھر اس کو سمجھنے کی کوشش کرے گا اور جس نے قرآن کریم پڑھا ہی نہیں وہ اس کے قوانین کو کیسے نافذ کرے گا؟ آج کتنے لوگ ہیں جو قرآن پاک کے مطالب ومعانی کے عمق میں جانے کی کوشش کرتے ہیں؟ حالانکہ اس کو کما حقہ سمجھنے کے لئے سخت محنت اور بڑا وقت دینے کی ضرورت ہے۔ محض امتحان پاس کرنے کے لئے چند سورتیں پڑھ لینا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے آٹھ سال میں سورہ بقرہ کی تفسیر مکمل کی تھی اس کے مضامین علوم، معارف اور حقائق کو معلوم کیا تھا۔ قرآن پاک میں تمام اصول موجود ہیں عمل کے لئے واضح لائحہ عمل موجود ہے۔ اس کے لئے پوری عمر وقف کرنے کی ضرورت ہے۔ تب جاکر اس کی باتیں سمجھ میں آئیں گی۔ مولانا علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ امت کے ذکی ترین لوگوں میں سے ہیں انہیں ایک مسئلہ میں تردد پیدا ہوگیا تو اس کو حل کرنے کیلئے قرآن پاک کی تین سو مرتبہ تلاوت کی ہر ہر آیت پر غور وفکر کرتے اور مسئلہ کا حل تلاش کرتے۔ آخر تین سو مرتبہ کی تلاوت کے بعد وہ ایک آیت پر آکر رک گئے اور اپنا مقصود پالیا۔ یعنی کہ مطلب یہ ہے کہ حقیقت کو پانے کے لئے بڑی بڑی قربانی اور زیادہ سے زیادہ محنت بھی کرنی پڑے تو گزرنے سے گوہر مقصود حاصل ہوگا۔ آج ہمارے لیڈر اسمبلیوں میں بیٹھ کر بحث کرتے ہیں کہ امریکہ اور برطانیہ کا سرمایہ دارانہ نظام بہتر ہے یا روس اور چین کا اشتراکی نظام؟ کونسا نظام زیادہ ترقی یافتہ ہے اور کون سا کم تر ہے؟ ترکوں نے جرمن قانون لے لیا تھا اور دوسرے "اوروں کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ حالانکہ یہ سب لعنتی نظام ہیں۔ ہمارے لئے ان میں سے کوئی بھی مفید نہیں۔ پھر قرآن پاک کو چھوڑ کر کون سے نظام کو اپنائیں گے؟ سورہ "مرسلات" میں اسی بات کا شکوہ کیا گیا ہے فبای حدیث بعده یومنون قرآن پاک کو چھوڑ کر کون سے دوسرے پروگرام پر ایمان لاؤ گے؟ جب تک دنیا قائم ہے قرآن کے علاوہ کوئی دوسرا پروگرام نہیں آئے گا تو اس کو چھوڑ کر کدھر جاؤ گے۔ اسی پروگرام کے متعلق قرآن کریم نے ابتدا ہی میں فرمایا ہے ذلک الکتاب

باقی صفحہ ۲۳ پر

ہمدرد ملت کی اپیل

یہ بدعت پاکستان میں نیز بہت سے عاقل ایشیائی ممالک میں، جاری وساری ہے کہ رؤسا و امراء، نیز صاحبان استطاعت اپنے گھروں میں نونہالوں کو بہ طور گھریلو ملازم رکھتے ہیں۔ اکثر و بیشتر حالات میں ان معصوم نونہالوں سے جو کام لئے جاتے ہیں وہ دولت مندوں کے بچوں کو کھلانا، گھر کی صفائیاں کرنا، بازاروں سے سودا سلف خرید کر لانا وغیرہ ہیں۔ معصوم نونہالوں سے ان کی غربت کے جرم میں امیر گھرانوں میں پست درجہ کام کرانا بجائے خود قابل توجہ ہے مگر اس سے زیادہ غیر ہمدردانہ رویہ یہ ہے کہ ان نونہال نوکروں کو تعلیم سے محروم رکھا جارہا ہے۔ امیروں، رئیسوں کے جن بچوں کی یہ غریب نونہال خدمتیں کرتے ہیں وہ تو اعلیٰ درجے کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں، مگر غریب نونہال تعلیم سے محروم رہتے ہیں۔

عزیز محترم!

میں آپ سے سوز دل اور احترام کے ساتھ درخواست کروں گا کہ آپ ان غریب نونہالوں کو اپنی اولاد سمجھئے اور ان پر بھی تعلیم کے دروازے کھول دیجئے۔ یہ غریب نونہال بھی آپ کی توجہ سے پڑھ لیں گے۔ آپ کا سایہ عاطفت ان کو بھی تعلیم سے آراستہ کردے گا۔

اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔

آپ کا دوست   بہ احترامات فراواں حکیم محمد سعید

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

مرسلہ: محمد عظیم

جسے علم فقہ میں مہارت حاصل کرنا ہو اسے لازم ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگردوں کو نہ چھوڑے کیونکہ تمام لوگ فقہ میں ان کے محتاج ہیں...امام شافعیؒ

شجرہ نسب:

مورخ ابن خلکان نے امام اعظم کا شجرہ نسب اس طرح نقل کیا ہے:

"ابو حنیفہ النعمان بن ثابت بن زوطی ماہ" اور زوطی کو زا کے پیش اور طاء کے زیر اور آخر میں یاء مقصورہ کے ساتھ ضبط کیا ہے لیکن امام صاحب کے پوتے نے جو شجرہ نسب اپنے دادا کا خود بیان کیا ہے وہ اس طرح ہے...

"اسماعیل بن حماد بن النعمان بن ثابت بن النعمان بن المرزبان"۔

صحیح روایات کی بناء پر یہ طے شدہ ہے کہ امام صاحب کے والد ماجد کی ولادت اسلام ہی پر ہوئی ہے۔ خطیب بغدادی نے جو کچھ اس کے خلاف لکھا ہے۔ وہ محض بے اصل اور ان کے مشہور تعصب پر مبنی ہے غالباً اسی خیال کی تائید کے لئے انہوں نے حسب ذیل روایت بھی نقل کی ہے۔

"ابو حنیفہ کا نام عتیک اور ان کے والد کا نام زوطرۃ تھا پھر انہوں نے اپنا نام نعمان اور اپنے باپ کا نام ثابت رکھ دیا تھا۔ اس کا راوی "الساجی" مختلف فیہ ہونے کے علاوہ مشہور متعصب ہے۔ تاہم اگر اس کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو غالباً ثابت کو زوطرۃ ان کے والد زوطی کی مناسبت سے کہا گیا ہو گا۔ لیکن ہمارے نزدیک نام و نسب کے فیصلہ کے لئے سب سے قوی اور معتبر شہادت خود اہل خاندان ہی کی ہو سکتی ہے لہٰذا یہاں اسماعیل کے بیان کے خلاف جو بیانات بھی ہیں وہ سب مرجوح یا قابل توجیہ ہوں گے۔ اسماعیل یہ بھی نقل فرماتے ہیں کہ ہمارے پردادا ثابت زمانہ طفولیت میں حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے آپ نے ان کے اور ان کی اولاد کے حق میں دعا برکت فرمائی تھی اور ہمیں امید ہے کہ ان کی یہ دعاء ہمارے حق میں ضرور قبول ہوئی ہوگی۔ وہ کہتے ہیں ثابت کے والد نعمان وہی ہیں جو حضرت علیؓ کی خدمت میں ہدیہ لے کر حاضر ہوئے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کو حضرت علیؓ سے ہمیشہ خاص تعلق رہا ہے۔ اور اسی بناء پر انہوں نے ثابت اور ان کے اولاد کے لئے خصوصیت سے دعاء فرمائی ہوگی۔

حلیہ و اخلاق:

خطیب بغدادی ابو نعیم سے نقل کرتے ہیں کہ ابو حنیفہ خوش رو' خوش لباس' خوشبو پسند کرنے والے' خوش مجلس' نہایت کریم النفس اور اپنے رفقا کے بڑے ہمدرد تھے۔ ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ امام صاحبؒ کا قد میانہ تھا نہ بہت زیادہ دراز۔ گفتگو نہایت شیریں آواز بڑی دلکش اور بڑے قادر الکلام تھے۔ عمر۔ امام اعظمؒ کے پوتے فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہؒ کسی قدر دراز تھے۔ آپ کے رنگ پر گندم گونی غالب تھی۔ اچھا لباس پہنتے' عام طور پر اچھی حالت میں رہتے۔ خوشبو کا اتنا استعمال کرتے تھے کہ آپ کی نقل و حرکت کا اندازہ خوشبو کی مہک سے ہو جاتا تھا۔ آپ ریشم کی تجارت کرتے تھے قیس بن الربیع بیان فرماتے ہیں کہ امام صاحب مشائخ اور محدثین سے ایک رقم لے کر ان کے لئے بغداد سے سامان خریدتے اور کوفہ لا کر اسے فروخت کر دیتے اور سال بہ سال اس کا نفع اپنے پاس جمع رکھتے اور اس نفع سے محدثین کے خورد و نوش' لباس وغیرہ کی ضروریات مہیا کرتے اس سے جو بچ جاتا وہ ان کے حوالہ کر دیتے اور کہتے کہ اسے اپنی دیگر ضروریات میں صرف کر لو اور خدا کا شکر ادا کرو۔ میرے شکریہ کی ضرورت نہیں کیونکہ میں نے یہ مال اپنے پاس سے تو تم کو دیا نہیں تمہارے ہی مال کا نفع ہے یہ اللہ تعالیٰ مجھ پر کرم ہے اس نے اس کا ذریعہ مجھے بنا دیا ہے۔

تحصیل علم:

زفر بن ہذیل روایت کرتے ہیں کہ امام اعظم سے سنا ہے مجھے علم کلام حاصل کرنے کا اتنا شوق تھا کہ میں اس علم میں شہرہ آفاق ہو گیا تھا۔ حماد بن ابی سلیمان کا حلقہ درس میرے قریب تھا۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ میرے پاس ایک عورت آئی اور اس نے مجھ سے یہ مسئلہ دریافت کیا ایک شخص کی بی بی باندی ہے وہ سنت کے موافق اسے طلاق دینا چاہتا ہے کتنی طلاقیں دے۔ میری سمجھ میں کچھ نہ آیا کیا جواب دوں۔ میں نے کہا حماد سے پوچھو اور واپس آکر مجھے بھی بتانا۔ وہ حماد کے پاس گئے۔ انہوں نے فرمایا جب وہ حیض سے پاک ہو جائے تو جماع کرنے سے پہلے اسے صرف ایک طلاق دینا چاہئے۔ جب دو حیض اور گزر جائیں تو پھر وہ اپنا دوسرا نکاح کر سکتی ہے اس نے آکر مجھ سے ان کا جواب نقل کیا میں نے دل میں کہا علم کلام بھلا کس کام کی چیز ہے اور اپنے جوتے اٹھا کر حماد کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ وہ مسائل بیان کرتے ہیں ان کو سنتا اور یاد رکھتا۔ جب دوسرے دن وہ تشریف لاتے پھر ان کا اعادہ فرماتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ میں نے ان مسائل کو صحیح ضبط کیا ہے اور ان کے دوسرے شاگردوں نے غلطیاں کی ہیں۔ اس لئے انہوں نے فرمایا کہ میرے سامنے صدر مقام پر ابو حنیفہ کے سوا اور کوئی شخص نہ بیٹھے۔

ماخذ علم:

خطیب بغدادی روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین ابو جعفر نے امام صاحب سے پوچھا.... آپ نے کن کن صحابہؓ کا علم حاصل کیا ہے فرمایا عمر بن الخطاب' علی بن ابی طالب' عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے شاگردوں کا۔ فرمایا آپ نے تو بہت صحیح اور پختہ علم حاصل کیا۔ یہ ہستیاں بہت مبارک اور

بڑی مقدس تھیں حضرت عمرؓ کی شان تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے ظاہر ہے کہ میرے بعد اگر کوئی شخص نبی ہوتا تو عمر ہوتے۔ حضرت علیؓ تو وہ ہیں جن کو آپ نے خود اپنے دست مبارک سے قاضی بنا کر بھیجا تھا۔ رہ گئے عبداللہ بن مسعودؓ اور ابن عباسؓ ان کی قرآن دانی اور قرآن فہمی امت میں ضرب المثل ہو چکی ہے۔ اب سوچئے کہ جو علم اتنے جامع اور مضبوط ماخذ سے حاصل کیا گیا ہو گا وہ کتنا عمیق اور کتنا مستحکم ہو سکتا ہے۔

اصول و عقائد:

یحییٰ بن ضریس کہتے ہیں میں سفیان رحمتہ اللہ علیہ کے پاس حاضر تھا ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ آپ کو امام پر کیا اعتراض ہے انھوں نے فرمایا اعتراض کیا ہوتا میں نے تو خود انھیں یہ فرماتے سنا ہے کہ میں سب سے پہلے قرآن کو لیتا ہوں اگر کوئی مسئلہ اس میں نہیں ملتا تو پھر سنت رسولؐ میں تلاش کرتا ہوں۔ اگر کتاب اللہ وحدیث رسولؐ دونوں میں نہیں ملتا تو پھر میں آپؐ کے صحابہؓ کے اقوال تلاش کرتا ہوں اور ان میں جو زیادہ پسند آتا ہے اسے اختیار کر لیتا ہوں مگر ان کے اقوال سے باہر نہیں جاتا ہوں جب تابعین کا نمبر آتا ہے تو پھر ان کا اتباع کرنا لازم نہیں سمجھتا جیسا کہ انھوں نے اجتہاد کیا میں بھی اجتہاد کر لیتا ہوں

محدثین کی نظروں میں امام اعظمؒ کی فقاہت:

امام ابوداؤد فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ مالک پر رحمت نازل فرمائے اپنے وقت کے امام تھے۔ شافعیؒ پر رحمت نازل فرمائے اپنے وقت کے امام تھے۔ ابو حنیفہؒ پر رحمت نازل فرمائے اپنے زمانہ کے امام تھے۔ حسن بن علی طوانی شبابہ سے نقل کرتے ہیں کہ امام کے بارے میں شعبہ اچھا خیال رکھتے تھے۔ علی بن مدینی کہتے ہیں کہ امام صاحب سے ثوری ابن مبارک حماد بن زید' ہشیم' وکیع' جعفر بن عون جیسے اجلہ محدثین نے روایت کی ہے وہ ثقہ ہیں ان کی روایت میں کوئی سقم نہیں یحیی بن معین سے پوچھا گیا کہ کیا ابو حنیفہ حدیث کے بارے میں سچے شمار ہوتے تھے انھوں نے فرمایا نہایت سچے اور بالکل صحیح روایت کرنے والے تھے ایک مرتبہ ان سے دریافت کیا گیا کہ ابو حنیفہ کبھی خلاف واقع بھی حدیث روایت کرتے تھے فرمایا... محدثین ابو حنیفہؒ اور ان کے تلامذہ کے حق میں بڑی زیادتی کرتے ہیں ان کی شان اس سے کہیں ارفع و عالی تھی۔

امام اعظمؒ کا علمی پایہ:

شداد بن حکیم فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہؒ سے بڑھ کر میں نے کوئی عالم نہیں دیکھا مکی بن ابراہیم نے امام صاحب کا تذکرہ کرتے ہوئی فرمایا کہ وہ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عالم تھے۔ وکیعؒ فرماتے ہیں میں کسی ایسے عالم سے نہیں ملا جو ابو حنیفہؒ سے زیادہ فقیہ ہو اور ان سے بہتر نماز پڑھتا ہو۔ نضر بن شمیلؒ کہتے ہیں کہ لوگ علم فقہ سے بے خبر پڑے ہوئے تھے ابو حنیفہ نے آکر انھیں بیدار کیا ہے۔ یحیی بن سعید القطان فرماتے ہیں کہ ہم خدا کے سامنے جھوٹ نہیں بول سکتے واقعی بات یہ ہے کہ ابو حنیفہ سے بہتر فقہ ہم نے کسی کی نہیں سنی اور اس لئے ان کے اکثر اقوال ہم نے بھی اختیار کر لئے ہیں۔ یحیی بن معین کہتے ہیں کہ فتوے میں یحیی بن سعید کوفیوں کا قول اختیار کر لیا کرتے تھے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں جسے علم فقہ میں مہارت حاصل کرنا ہو اسے لازم ہے کہ ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں کو نہ چھوڑے کیونکہ تمام لوگ فقہ میں ان کے محتاج ہیں یحیی بن معین کہتے ہیں کہ... فقہ تو بس امام ابو حنیفہ ہی کی ہے۔ جعفر بن ربیع کہتے ہیں کہ... میں پانچ سال ابو حنیفہ کی خدمت میں رہا ان جیسا خاموش مزاج انسان میں نے نہیں دیکھا۔ ہاں جب ان سے فقہ کا کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو اس وقت کھل جاتے اور دریا کی طرح بہنے لگتے تھے۔ عبد اللہ بن داؤد فرماتے ہیں کہ... اہل اسلام پر فرض ہے کہ وہ اپنی نمازوں کے بعد امام اعظم کے لئے دعاء کیا کریں اور ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ انھوں نے امت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں اور مسائل فقہ جمع کر کے رکھ لئے ہیں۔

وفات:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کی وفات ۱۵۰ ہجری میں بغداد میں ہوئی۔ روح بن عبادہ کہتے ہیں کہ میں ابن جریج کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ انھیں امام صاحبؒ کی وفات کی خبر پہنچی انھوں نے فوراً "انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا افسوس کیسا عجیب علم جاتا رہا۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔ (تذکرہ ائمہ اربعہ)

قلب

حکیم محمد اشرف

جو جسمانی صحت و تندرستی کا ہی نہیں بلکہ روحانی اعتبار سے بھی انسان کا دارومدار ہے

قال اللہ تعالیٰ "ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ (الاحزاب ع ۱)

ہمارے پیارے نبی خاصہ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "**الا ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب**۔ اللہ رب العزت نے دنیا کے طلسمی کارخانہ کو رنگا رنگ عجائبات سے معمور فرمایا ہے۔ اس عالم رنگ وبو کا ذرہ ذرہ اس کی نیرنگیاں' اس کے خوش کن نظارات اور مقامات' اس کے انعامات' غرضیکہ ساری کائنات کو حضرت انسان کے لئے پیدا فرمایا ہے اور انسان کو اپنی عبادت کے لئے!

اس عالم آب وگل کی تمام رنگینیوں کو دیکھنے کے علاوہ اگر انسان اپنے اندر کی کائنات پر غور و فکر کرے تو اس کے لئے واصل حق ہونا بعید نہیں!! انسان کے اندر ایک وسیع و عریض کائنات آباد ہے اور اس پوری کائنات کا منبع' مرکز اور محور "دل" ہے۔ یہ وہی دل جو میرے آپ کے اور ہم سب کے سینوں میں موجود ہے۔ دل ضمیر کی خواب گاہ ہے شرارتوں اور سازشوں کی آماجگاہ' خواہشات کا خزانہ' مسرتوں کا گہوارہ ہے' غموں کا سمندر اور ارمانوں کا بکل گھر ہے اور اس کے ساتھ ہی تمناؤں کا مرکز' حسرتوں کا قبرستان' عشق کا میدان اور خودی کا دولت خانہ ہے۔

حضرت لقمانؑ کا نام مسلمانوں میں بڑی عقیدت کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی دانائی اور عقلمندی کا ذکر کیا ہے۔ جب آپ غلامانہ زندگی میں تھے تو ایک دفعہ آپ نے بکری ذبح کر کے اس کی زبان اور اس کا دل لے جا کر مالک کے سامنے رکھ دیا۔ کچھ دنوں کے بعد مالک نے آپ کو ایک اور بکری دے کر اس کے گوشت کا بدترین حصہ نکال لانے کو کہا تو بھی آپ نے بکری کا دل اور زبان مالک کے سامنے رکھ دی۔ مالک نے حیران ہو کر پوچھا کہ بہترین اور بدترین تمہارے نزدیک ایک ہی ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں حضور! اگر یہی دل اور زبان پاک ہوں تو ان سے بہتر کوئی چیز نہیں اور اگر ناپاک ہوں تو ان سے بری چیز بھی کوئی نہیں۔

روحانی اصلاح کی بنیاد "دلوں" کی درستگی ہوتی ہے اور امراض باطنہ کا مسکن بھی دل ہوا کرتا ہے۔ جب دل صالح ہو تو اعضاء اور جوارح سے اعمال صالحات کا صدور ہوتا ہے اور انسان درج ذیل خطابات سے مخاطب کیا جاتا ہے ..... مومن' صابر' صادق' متورع' مصلح' عابد' عفیف اور ذاکر' اور جب دل فاسد اور خراب ہو جاتا ہے تو انسان کا جسم اور اس کے ہاتھ پاؤں گناہ و معصیت کی طرف خود بخود راغب ہوتے ہیں اور پھر انسان کو درج ذیل خطاب ملتے ہیں۔ فاجر' فاسق' عاصی' مفسد' خبیث' زانی' سارق' قاتل' کاذب لوطی' قاطع رحم' متکبر' ظالم' ملعون' اور جاہل۔ (جزاء الاعمال)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس مضغہ گوشت کا ذکر فرمایا ہے۔ جیسا کہ ابتداء میں آیت ذکر کی... **ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ**

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے جوف (سینے) میں دو قلب نہیں رکھے۔

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد فرمایا الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اور بھی تین نفوس کا ذکر فرمایا جن کا تعلق دل سے ہے ...۱۔ نفس امارہ ۲۔ نفس لوامہ ۳۔ نفس مطمئنہ۔

۱۔ نفس امارہ:۔ یہ انسان کو برائیوں کی طرف مائل کرتا ہے۔ جس کے نتیجے میں مرتکب معاصی کو ندامت تک نہیں ہوتی۔ ارشاد ہے۔ ان النفس لامارۃ بالسوء "بے شک نفس (اپنی اصل کے اعتبار سے) برائی کا حکم کرنے والا ہے" (یوسف ۵۳)

۲۔ نفس لوامہ:۔ (ملامت کرنے والا) یہ گناہوں اور کوتاہیوں پر افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ یہی وہ قابل قدر جذبہ ہے جو انسان کی اصلاح کا محرک بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے نفس کی قسم کھا کر اس کی عزت افزائی فرماتا ہے۔ ولا اقسم بالنفس اللوامۃ (القیمہ) "مجھے ملامت کرنے والے نفس کی قسم"

۳۔ نفس مطمئنہ:۔ (اطمینان والا) یہ اسم بامسمی ہے برائیوں اور ملوثات بد سے کامل احتراز و اجتناب برتنے کا بلند مقام ہے۔ جو نفس کو حاصل ہوتا ہے اور جس سے ازلی سعادت مندی حاصل ہوتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔ یا ایھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ (الفجر) "اے اطمینان والے نفس لوٹ اپنے رب کی طرف در آنحالیکہ تو اس سے راضی' وہ تجھ سے راضی"۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ تفسیر بیان القرآن میں نفوس کی اقسام کے سلسلہ میں فرماتے ہیں.... "اگر انسان کا نفس لہو ولعب' کھیل کود کی جانب مائل ہو اس کو نہ نیکی کی طرف رغبت ہو اور نہ نیک کام پر اس کا جی لگے تو ایسے نفس کو نفس امارہ بالسوء کہتے ہیں۔ اگر نیک دید اور حسن و قبح کا احساس کرے کبھی کبھی برائی کا مرتکب ہو بیٹھے لیکن فوراً ہی متنبہ ہو کر اپنی خطا کا معترف ہو اور صدور عصیاں پر اپنے آپ کو ملامت کرے تو اس نفس کا نام نفس لوامہ ہے۔ اور اگر نیکی کا شائق ہو' بدی سے بیزار ہو' عبادت و ریاضت پر مائل' صبر و تحمل کا خوگر اور حسن اخلاق کا گرویدہ ہو تو ایسے پاک نفس کا نام نفس مطمئنہ ہے"۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں دل کی اہمیت بار بار بیان ہوئی ہے۔ اعمال کی بنیاد نیت پر ہے اور اس سلسلہ میں دل کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ ابتدا میں بیان کردہ حدیث مبارکہ کا ترجمہ ملاحظہ ہو.... ارشاد فرمایا.... "سن رکھو! جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ایسا ہے کہ اگر وہ سنور جائے تو سارا جسم سنور جاتا ہے اور وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ سن رکھو! اور وہ ہے "دل"

قلب کی اہمیت بزرگان دین کے اقوال و افعال سے بخوبی واضح ہے۔ حضرات صوفیا کرام نے اس موضوع پر توجہ مبذول فرمائی۔ ان کی نظر میں دل وہ دائرہ ہے جہاں تجلیات الٰہی کی بارش ہوتی ہے۔ تصوف بنیادی طور پر اصلاح دل' عملی تربیت اور مجاہدات و ریاضت کے مروانہ تحمل کا نام ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ فرماتے ہیں۔

ذوق ایں بادہ نہ شناسی بخدا تا نہ چشی

(بینات شعبان ۱۳۹۰ھ)

اب ذرا تاریخ کے جھروکوں سے دیکھتے ہیں کہ ماضی میں جن لوگوں نے دنیا اور دنیا والوں سے محبت کو اپنے دلوں میں جگہ دی اور حق سے اعراض کیا تو پھر نتیجہ کیا نکلا.....

حضرت نوحؑ کے زمانہ میں تمام اہل زمین طوفان میں غرق ہوئے؟ کیوں؟ اس لئے کہ انہوں نے حق سے منہ موڑا۔ تند ہوا کا عذاب آیا اور قوم عاد زمین پر پٹک پٹک کر ماری گئے۔

ثمود پر چیخ کا عذاب آیا ان کے دل پھٹ گئے اور وہ سب کے سب ہلاک ہوئے۔

قوم لوطؑ کی نفس پرستیوں نے جلال رب ذوالجلال کو دعوت دی اور ان کی بستیاں آسمان تک لے جا کر الٹ دی گئیں اور اوپر سے پتھر برسائے گئے۔

قوم شعیبؑ کی چیرہ دستیوں کی وجہ سے بشکل سائبان ابر کے عذاب آیا اور اس سے آگ برسی۔ قوم فرعون قلزم میں غرق کی گئے۔ قارون مع ساز و سامان زمین میں دھنسایا گیا اور اسرائیل پر سخت قوم کو مسلط کیا گیا جس نے ان کو نیست و نابود کر دیا۔

یہ سب عذاب مغضوبین پر ان کے سیاہ دلوں کی وجہ سے آئے۔ انہوں نے حق سے اعراض کیا' دنیا کی محبت' حرص وہوس کو دلوں میں جگہ دی آخر عذاب کی مستحق ٹھہرے اور مستقبل میں آنے والوں کے لئے عبرت کا سامان بنے ....اب ذرا حال پر نظر ڈالیں....

ساری دنیا مسرت' خوشی اور سکون دل کے حصول کے لئے دیوانی ہو رہی ہے۔ انسان کی ساری تگ و دو کے پیچھے یہی جذبہ کارفرما ہے' لیکن بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ سکون دل حاصل کرنے کا راز کیا ہے؟ سکون قلب کے متعلق لوگوں میں عجیب و غریب خیالات پائے جاتے ہیں۔ لوگ سوچتے ہیں کہ "سکون دل" دولت سے خریدا جا سکتا ہے۔ دولت جتنی زیادہ ہوگی اتنی ہی زیادہ چیزیں خریدی جائیں گی اور اتنا ہی "سکون دل" میسر ہوگا۔ یہ یکسر وہم ہے۔ کوئی آج تک دل کا سکون دولت سے نہیں خرید سکا!!!

اللہ تبارک و تعالیٰ کو وہ بندے بہت مقبول ہیں جن کی زبان پر یا دل میں اس کا ذکر جاری رہے۔ اللہ تعالیٰ کو جو مومن یاد کرے اس کو اللہ بھی یاد رکھتا ہے۔ ارشاد ہے فاذکرونی اذکرکم ترجمہ:۔ پس مجھے یاد رکھو میں یاد رکھوں گا تمہیں"۔ اللہ تعالیٰ کا یاد رکھنا محض یاد رکھنا ہی نہیں ہوتا بلکہ وہ انسان کو اپنی رحمت کے سایہ میں لے لیتا ہے۔ ہر مشکل میں اس کا رفیق اور مددرساں ہوتا ہے۔ اپنے یاد کرنے والے کو کسی وقت تنہا نہیں چھوڑتا۔ اس کا ہم نشیں بن جاتا ہے۔ اور ہم نشیں بھی ایسا کہ شہ رگ سے بھی قریب تر۔ ارشاد ربانی ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ترجمہ:۔ جان لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے" اللہ تعالیٰ کا ذکر روح کا نغمہ ہے جو ساز بہار سے بے نیاز ہے یہ وہ نغمہ ہے جو دل کی گہرائیوں سے اٹھتا ہے اور اس کا ثمر اطمینان اور دل جمعی ہے۔

ذکر کی شرائط:

ذکر کے لئے دو شرطیں از بس ضروری ہیں یعنی خلوص اور فکر۔

۱۔ خلوص:۔ سبزہ تہہ دوش اور گل بہ دامن کہسار ہے۔ نظر کا قدم جہاں پڑتا ہے وہاں جنت کا حسین تختہ نثار ہوتا ہے۔ اجلی افق مسکراہٹوں کے جادو بکھیر رہی ہے چشمہ سازوں کا بہاؤ بد مستی کی چال دکھلا رہا ہے۔ ٹھنڈی ہوا کیف و سرور کا پیغام لا رہی ہے۔ پہاڑی کے دامن میں سادگی اور معصومیت کی تصویر ایک ایک چرواہا کھڑا ہے۔ اچانک اس کے دل کے تار لرزتے ہیں۔ بے ساختہ گیت اس کے سینے سے پھوٹ نکلتا ہے۔ یہ گیت اس کے جذبات کو فطرت کی دھڑکنوں سے ہم آہنگ کر دیتا ہے وہ اپنے وجود کو فراموش کر کے فطرت کی آغوش میں جذب ہو جاتا ہے۔ یہ خلوص ہے۔

یہ جنگل یہ صحرا' یہ پہاڑ' یہ بیاباں' یہ دریا' یہ سمندر' یہ چاند تارے' یہ درخت' یہ پتھر' یہ نیلگوں آسمان' یہ پربہار افق' قدرت الٰہی کی جلوہ گاہیں اور دل مومن کی سیرگاہیں ہیں۔ ان کے اثر سے اللہ مستوں کے سینوں سے توحید کے نغمے پرواز کرتے ہیں' عشق صادق ہو تو ان نغموں کا تار ایک لمحہ بھی نہیں ٹوٹتا۔ کبھی خاموش لہریں بن کر اور کبھی آواز کے روپ میں اٹھ اٹھ کر فضائے کائنات میں رواں ہوتے ہیں اور ذرے ذرے میں عشق الٰہی کی تھرتھری پیدا کر دیتے ہیں۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ .... سبحان اللہ اور الحمد للہ کا ورد ذہن میں آسمان کی تنہائیوں کو لبریز کر دیتا ہے۔ (ریاض الصالحین بحوالہ مسلم)

حقیقی ذکر وہی ہے جس میں خلوص ہو یعنی خالصتاً محبت الٰہی کے سرچشمہ سے جاری ہو' نمود و نمائش کا دخل قطعاً نہ ہو۔

۲۔ فکر:

مصنوعات کو دیکھ کر ان کے صانع کے بارے میں ایک عمدہ اندازہ ہو جاتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کو پہچاننے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اس کی مخلوقات پر گہری نگاہ ڈالی جائے۔ کائنات کا جس قدر وسیع و عمیق مطالعہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا احساس اسی قدر قوی تر ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ان فی خلق السموات

باقی صفحہ ۲۰ پر

شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافے کا یہ مرحلہ تاریخی تسلسل کی ایک کڑی ہے اور اس کی ضرورت سے انکار اس پورے تسلسل سے انکار اور اس کی نفی کے بغیر ممکن نہیں

مولانا زاہد الراشدی کا جنگ کے کالم نگار ارشاد احمد حقانی کے نام مکتوب

مولانا زاہد الراشدی

محترمی ارشاد احمد حقانی صاحب...... السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مزاج گرامی!

میں آپ کا پرانا قاری ہوں اور آپ کی متعدد آراء سے اختلاف کے باوجود آپ کے کالم سے برابر مستفید ہوتا ہوں بعض مسائل پر قلم اٹھانے کو جی چاہتا ہے لیکن پاکستان کے قومی اخبارات بالخصوص "جنگ" اور "نوائے وقت" کی مسلسل یہ پالیسی چلی آرہی ہے کہ ایسی کوئی تحریر جس سے ملک کے دینی حلقوں اور علماء کی پوزیشن اور موقف بہتر نظر آرہا ہو اسے ردی کی ٹوکری کی نذر کردیا جائے اور دینی قیادت کو عمداً ایسے روپ میں قوم کے سامنے پیش کیا جائے جس کے ساتھ علماء پر طعن و تشنیع کے تیر برسانا اور سنجیدہ حلقوں کو ان سے متنفر کرنا آسان رہے۔ علماء بھی انسان ہیں اور اسی معاشرہ کے افراد ہیں اس لئے معاشرہ کی اجتماعی خرابیوں اور کمزوریوں سے ان کا دامن نہیں رہ سکتا' لیکن جس منظم تکنیک کے ساتھ علماء کی ملی خدمات کو نظرانداز کرنے اور ان کی کمزوریوں اور خامیوں کو اچھالنے کا عمل ہمارے قومی پریس میں جاری ہے وہ انتہائی افسوسناک ہے علماء کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ آج کا میڈیا ان کی دسترس سے باہر ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا کی ہر خرابی اور عیب ان کے ذمہ لگایا جارہا ہے' اس حوالہ سے عربی ادب کی ایک کہاوت کا ذکر شاید نامناسب نہ ہو کہ ایک دیوار پر بڑی سی ایک تصویر بنی ہوئی تھی جس میں ایک انسان شیر کا گلا گھونٹ رہا تھا کوئی شیر بھی وہاں سے گزرا اس سے پوچھا گیا کہ اس تصویر کے بارے میں تمہارے کیا تاثرات ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ مصیبت یہ ہے کہ قلم انسان کے ہاتھ میں ہے ورنہ اگر یہ قلم شیر کے ہاتھ میں ہوتا تو تصویر کا منظر بالکل اس کے برعکس ہوتا۔

شکوہ کے اس اظہار کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتا اور اس تمہید کے ساتھ آنجناب کے اس کالم میں درج چند امور کے بارے میں کچھ گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں جس میں آپ نے جداگانہ انتخابات اور قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اضافہ کے بارے میں اظہار خیال کیا ہے امید ہے کہ آپ کی کالم کو ان گزارشات کا بار اٹھانے میں کچھ زیادہ دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

۱۔ آپ نے اس کالم میں وطن کی بنیاد پر قومیت کا جو تصور پیش کیا ہے میں آپ سے اور صرف آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ بعینہ یہی بات قیام پاکستان سے قبل مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے فرمائی تھی جس پر علامہ محمد اقبال نے گرفت کی تھی اور پاکستان کے دانشور اس کے بعد سے مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کو رگیدنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے آخر اس کی وجہ کیا ہے کہ مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کو رگیدنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے آخر اس کی وجہ کیا ہے کہ مولانا سید حسین احمد مدنیؒ وطن کو قومیت کی بنیاد کہیں تو وہ ہندو نوازی اور پاکستان دشمنی قرار پائے اور آنجناب یا آپ کے بقول قائداعظم وطن کی بنیاد پر قومیت کا تصور پیش کریں تو وہ اسلام دوستی اور حب الوطنی کا اعلیٰ معیار متصور ہو؟ آپ اپنے کالم میں اس فرق کو واضح کرسکیں تو میں ذاتی طور پر آپ کا شکر گزار ہوں گا۔

۲۔ جہاں تک قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اضافہ اور جداگانہ انتخابات کی مسیحی آبادی کی طرف سے مخالفت کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ دراصل عیسائی آبادی کا نہیں بلکہ سیکولر طبقہ اور قادیانیوں کا ہے۔ ہمارے مسیحی دوست بھولپن میں بالکل اسی طرح ان دو طبقوں کے ہاتھوں استعمال ہو رہے ہیں جس طرح قیام پاکستان کی موقع پر سکھ ہندوؤں کے ہاتھوں میں استعمال ہو گئے تھے' ورنہ اگر مسیحی آبادی کے سنجیدہ راہنما اُسانے والوں سے تھوڑی دیر کے لئے الگ ہو کر صرف اپنے مفاد کی بنیاد پر سوچیں تو دیانتداری کی بات یہ ہے کہ عیسائی آبادی کا اپنا مفاد اور سیاسی تشخص جداگانہ انتخابات میں ہے اور قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کی موجودگی جداگانہ انتخابات کا ایک منطقی تقاضہ ہے۔

۳۔ آپ نے مذکورہ کالم میں "تھیوکریسی" کے حوالہ سے علماء کو بھی نشانہ مشق بنایا ہے اور ان پر یہ الزام عائد کیا ہے کہ علماء "تعبیر اسلام کا غیر مشروط' غیر مقید اور مطلق حق" اپنے لئے طلب کر رہے ہیں۔ میں اسے حقائق و واقعات کے منافی سمجھتا ہوں اور آپ کی توجہ ان حقائق کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ علماء نے کسی دور میں اس کا مطالبہ نہیں کیا بلکہ ملک میں موجود دو اداروں کے حوالہ سے علماء کا اجتماعی طرز عمل اس الزام کی صراحتاً نفی کر رہا ہے اسلامی نظریات کونسل اور وفاقی شرعی عدالت دونوں آئینی ادارے ہیں دونوں کا کام قرآن و سنت کی تعبیر و تشریح ہے' دونوں میں علماء شامل ہیں دونوں کے سربراہ علماء میں سے نہیں ہوتے کا دونوں میں ارکان کی اکثریت غیر علماء کی ہوتی ہے اور دونوں کے فیصلوں کو تمام مکاتب فکر کے علماء کرام بیک آواز تسلیم کر رہے ہیں اور ان کے نفاذ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ علماء نے قرآن و سنت کی تعبیر و تشریح میں جدید تعلیم یافتہ طبقہ کی شرکت کو نہ صرف قبول کیا ہے بلکہ اسے اول حیثیت دے کر خود ثانوی حیثیت اختیار کرلی ہے اس کے بعد بھی اگر علماء کو "تھیوکریسی" کا الزام دیا جاتا ہے تو میں اس پر حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرح **انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ** کے سوا اور کیا کہہ سکتا ہوں؟

۴۔ مجھے آپ کے اس ارشاد سے اتفاق ہے کہ شناختی کارڈ کے مسئلہ کو کفر و اسلام کا مسئلہ بنانے سے گریز کرنا چاہئے۔ لیکن اس ارشاد سے اتفاق میرے لئے ممکن نہیں ہے کہ "اس کی کوئی حقیقی ضرورت ہے نہ افادیت" اس لئے کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اضافہ کا یہ مرحلہ تاریخی تسلسل کی ایک کڑی ہے اور اس کی ضرورت سے انکار اس پورے تسلسل سے انکار اور اس کی نفی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

۱۔ پاکستان کی نظریاتی بنیاد وطنی قومیت پر نہیں مذہبی قومیت پر ہے۔

۲۔ تحریک پاکستان کا آغاز اور اس کی تمام تر فکری بنیاد جداگانہ انتخابات پر ہے۔

۳۔ دستور پاکستان میں اسلام کو ملک کا سرکاری مذہب قرار دے کر تمام قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق بنانے کی ضمانت دی گئی ہے۔

۴۔ جداگانہ انتخابات ان تمام امور کا منطقی تقاضہ ہیں

باقی ص ۲۴ پر

عیسائیوں کی حرکتیں اور طرزِ عمل

احتجاجی تحریکوں کے نام پر عیسائیوں نے جو کچھ کیا اور جو کچھ کہا اس کا سنجیدگی سے نوٹس لینا ہو گا

ڈاکٹر ریاض الرحمن

اسلامیان پاکستان کے لئے لمحہ فکریہ

آجکل عیسائی شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج کے حکومتی فیصلہ کے خلاف بہت غوغا آرائی کر رہا ہے۔ ان کی غوغا آرائی کے پیچھے چونکہ قادیانیوں کا ہاتھ ہے لہٰذا امید کی جاتی ہے کہ اسلامیان پاکستان کے متفقہ مطالبے کے پیش نظر حکومت عیسائیوں کی بلا وجہ غوغا آرائی کو نظر انداز کرتے ہوئے مسیحی افراد کی روز افزوں عجیب عجیب حرکات کا سنجیدگی سے نوٹس لے کر ان لوگوں کو اپنی اوقات یاد دلانے کی کوشش کرے گی۔ یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ تحریک پاکستان میں عیسائیوں نے قطعاً" کوئی قربانی نہیں دی تھی بلکہ اس مذہب کے لوگ ۱۹۴۷ء کے ہندو مسلم فسادات میں مسلمانوں کے خلاف مخبری کے مرتکب ہوتے رہے جس کے باعث مسلمانوں کو ناحق جانی اور مالی نقصان سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ آجکل بھارت میں مسلمانوں کو دوسرے درجہ اور عیسائیوں کو تیسرے درجہ کے شہری کے حقوق حاصل ہیں جبکہ پاکستان میں تمام اقلیتوں بشمول عیسائیوں کے برابر کے حقوق حاصل ہیں۔ پاکستان میں مساوی حقوق حاصل ہونے کی وجہ سے فرقات کے یہ لوگ ناجائز فائدے اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کبھی ان کا کوئی رہنما صلیب پر لٹکنے کا ڈھونگ رچا کر امن امان کا مسئلہ پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے' کبھی بھوک ہڑتال کے ڈرامے رچا کر گڑبڑ پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے حالانکہ ان لوگوں کو بھارت میں دم مارنے کی مجال بھی نہیں ہے۔ اسلامیان پاکستان کی فراخ دلی اور رواداری کا یہ لوگ ناجائز فائدہ اٹھا کر طرح طرح کے منصوبے بنا رہے ہیں جو مستقبل میں اہل پاکستان کے لئے پریشانی کا باعث بنیں گے۔

تقسیم ہند سے قبل عیسائیوں کے نام جوزف' سموئیل' جارج' چارلس' کرتار مسیح' جان مسیح' بشیر مسیح' اور غلام مسیح وغیرہ قسم کے ہوتے تھے' عیسائی عورتوں کے نام مارگرٹ' الزبتھ' ایلیا' کیتھرائن' وغیرہ قسم کے ہوتے تھے' تقسیم سے قبل زمانہ میں کسی عیسائی کو ہندوؤں یا مسلمانوں کے ہوٹلوں میں قدم رکھنے کی جرات نہ تھی۔ اب پاکستان میں عیسائیوں نے اپنے نام ایسے انداز میں رکھنے شروع کر دیئے ہیں جس سے مسلمانوں کے نام کے ساتھ تمیز مشکل ہو گئی ہے۔ عیسائی لوگ اپنے نام اسی قسم کے رکھ رہے ہیں مثلاً آر کے کھوکھر' ایس اے گل' زیڈ اے چوہدری' جے بی زمان' ایم اے راحت' اقبال شاد' جے ایل سالک وغیرہ وغیرہ۔ عیسائی عورتوں کے نام شمیم' نسیم' مریم' نذیراں' فاطمہ وغیرہ قسم کے رکھے جا رہے ہیں۔ تقسیم ہند سے قبل عیسائی اپنے ناموں کے فرق سے فوراً" پہچانے جاتے تھے مگر اب پاکستان میں عیسائیوں کے مسلمانوں سے ملتے جلتے ناموں کی وجہ سے ان کی فوری پہچان مشکل ہو گئی ہے' شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ شامل نہ ہونے کی وجہ سے عیسائی عام معاشرت میں اپنی تمیز کو پوشیدہ رکھ کر مسلمانوں کے چائے خانوں' قہوہ خانوں' ہوٹلوں وغیرہ میں بلا جھجک اٹھتے سامنے بیٹھ کر کھاتے پیتے ہیں۔ ان لوگوں کو اپنے مذہب کی تبلیغ کی عام اجازت اور سہولت کی بناء پر یہ لوگ ان پڑھ اور سادہ لوح مسلمانوں کو آئے دن عیسائی بناتے رہتے ہیں۔ مگر مسلم قوم کے نمائندوں اور لیڈروں کے کانوں پر کوئی جوں نہیں رینگتی۔

اب وقت آگیا ہے کہ اسلامیان پاکستان عیسائیوں کی ملت دشمن حرکت اور سرگرمیوں کا پوری سنجیدگی سے نوٹس لیں۔ اسلامیان پاکستان کی کشادہ ظرفی اور رواداری کی اعلیٰ روایات کا یہ لوگ ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ دین اسلام میں پاکیزگی اور طہارت کا جو بنیادی تصور موجود ہے وہ ہرگز کسی دوسرے مذہب میں نہیں ہے۔ دین اسلام میں پاکیزگی اور طہارت کے تصور کا تقاضہ ہے کہ مخلوط دعوتوں میں عیسائیوں کا کھانا پینا مسلمانوں سے الگ کیا جائے۔ عیسائیوں کے ہوٹل' ریسٹورنٹ' چائے اور چاٹ کھانے کی دوکانیں الگ ہوں۔ بڑے بڑے شہروں میں بارونق مقامات' سیرگاہوں پر واقع چاٹ کی دوکانوں اور چائے کے اسٹالوں پر مسلمان اور عیسائی حضرات کے لئے علیحدہ برتنوں کا کوئی انتظام نہیں ہوتا۔ حرام وحلال کے تصور کا تقاضہ ہے کہ عیسائیوں کے لئے علیحدہ ہوٹل اور چائے خانے ہونے چاہئیں' مرزائیوں کی طرح یہ بھی مسلمانوں میں خلط ملط ہو کر کلمہ گو افراد کے دینی تصور کو کمزور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آجکل بھی بھارت میں کسی ہندو ہوٹل میں عیسائیوں کو قدم رکھنے کی اجازت نہیں ہے مگر پاکستان کے ہر ہوٹل میں عیسائی حضرات بلا روک ٹوک داخل ہو کر کھاتے پیتے ہیں ان کی وضع قطع اور ناموں سے ان کے اور مسلمانوں کے درمیان تمیز کرنا مشکل ہے۔ مسلمانوں کی یہ رواداری کسی نہ کسی دن ضرور رنگ لائے گی' مگر اس کا کوئی علاج نہ ہو سکے گا۔ اگر فی الوقت عیسائیوں کے مسلمانوں سے ملتے جلتے نام رکھنے' مسلمانوں کے ہوٹل اور چائے خانوں میں مخلوط ہو کر کھانے پینے' ان کی امن شکن مظاہروں کی روش پر قابو نہ پایا گیا تو مستقبل بعید میں یہ مسلمانوں کا قافیہ تنگ کریں گے اور پاکستان کے اندر ایک مسیحی ریاست کا مطالبہ کر کے پاکستان کو خاصی مشکل میں ڈال دیں گے۔

بوسنیا کے مسلمانوں کے ساتھ سرب عیسائیوں کا تباہ کن سلوک آج کل پوری دنیا کے سامنے ہے۔ بوسنیا کے مسلمان اکثریت میں ہونے کے باوجود اپنے ہی ملک کے عیسائی کے ہاتھوں ظلم اور ستم کا شکار ہو رہے ہیں' اپنے گھروں سے بے گھر ہو رہے ہیں۔ اگر پاکستان کے مسیحی افراد کی ملک وملت کے خلاف سرگرمیوں سے رواداری کے طور پر اغماض برتا گیا تو یقین رکھئے کہ چند سالوں بعد ہی یہ عالمی عیسائیوں اور عیسائی ممالک کی مدد سے پاکستان کے مسلمانوں پر مذہب اور معاشرتی طور پر حاوی ہونے کی کوشش میں ملک میں انتشار اور خانہ جنگی کی فضا پیدا کر دیں گے۔ پاکستان کی مسلم آبادی جو ذرائع ابلاغ کی نقش نگاری' ٹیلی ویژن کی فاسقانہ اور فاجرانہ ٹیلی کاسٹ' ڈش انٹینا کے ذریعے دیکھے جانے والے ایمان سوز اور شرم وحیا سے عاری پروگراموں کی بدولت دن بدن اسلامی شعار سے دوری ہوتی جارہی ہے اور اپنے آپ کو لبرل اور سیکولر ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ دین اسلام کے بنیادی تقاضوں سے بے خبر اور ناواقف ہونے کی بناء پر عیسائی اور قادیانیوں کی سازشوں کے آگے ہتھیار ڈالنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرے گی۔

پاکستان کے دانش وروں' بہی خواہوں' علماء کرام اور حکمران طبقہ کو متذکرہ اندیشہ ہائے دور ودراز پر ابھی سے سنجیدگی سے غور کر کے مناسب اقدامات کر لینے چاہئیں ورنہ جب چڑیاں چگ گئیں کھیت تو پھر کف افسوس ملنے پر کچھ حاصل نہ ہو گا۔

وہ شخص بھی چلا گیا!!

وہ پیر نہیں تھا کیونکہ اس کا کوئی پیری نہیں تھا کسی مرشد کا خلیفہ ہونا تو در کنار وہ کسی سے بیعت ہی نہیں تھا۔

وہ پیر تھا کیونکہ عمر کے جس حصے سے وہ گزر رہا تھا اس کو پیرانہ سالی ہی کہتے ہیں اور اس حوالے سے ایک وہ ہی کیا اس کی اولاد بھی پیر ہے۔

وہ پیر نہیں تھا کیونکہ ذکر و تلاوت' نوافل و دیگر عبادات کے حوالے سے وہ جوان بلکہ نوجوان تھا۔

وہ مانسہرہ شہر سے تقریباً ڈیڑھ سو میل شمال مغرب میں واقع علاقہ غیر کالا ڈھاکہ میں دریائے سندھ کے کنارے واقع ایک چھوٹے سے گاؤں کا باسی تھا۔ تربیلا ڈیم کی تعمیر سے جن لوگوں کی زمینیں متاثر ہوئی تھیں ان میں وہ بھی شامل تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب اس کے دونوں بیٹے جوان ہو چکے تھے اور علوم اسلامیہ کے چشموں سے سیراب ہو کر دوسروں کی سیرابی اور استفادے کا سامان کرنے کی تیاری کر رہے تھے۔

حکومت وقت سے اپنی زمینوں کا معاوضہ وصول کر کے وہ شخص کراچی آ گیا اور کراچی میں اپنے بڑے فرزند مولانا عنایت اللہ صاحب کے ساتھ ایک ایسے علاقے میں رہنے لگا جو اس وقت ایک غیر آباد علاقہ تھا مگر آج اس علاقے کی آبادی کا یہ عالم ہے کہ کراچی کے مہنگے ترین علاقوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ آغا خان اسپتال کے بالمقابل اس علاقے کو آدم جی نگر کہا جاتا ہے۔

یہاں کی ایک چھوٹی سی مسجد میں اس کا بڑا فرزند امام و خطیب تھا۔

اگر کوئی پوچھے کہ اس شخص کی تعلیم کتنی تھی جس کی یہ داستان ہے تو عرض ہے کہ اس کی تعلیم اتنی ہی تھی کہ اس کی کچھ بھی تعلیم نہ تھی وہ ایک خالص قسم کا دیہاتی انسان تھا۔ اپنی بے تعلیمی کا احساس اس قدر تھا کہ اپنے دونوں بیٹوں کو علوم نبوی کے لئے وقف کر دیا تھا خاص طور پر بڑے فرزند مولانا عنایت اللہ صاحب کا شمار تو استاذ الاساتذہ میں ہوتا ہے۔

جنہوں نے ابتداء میں صوبہ سرحد کے شمالی علاقوں میں گاؤں گاؤں اور دیہات دیہات پھر کر اپنے وقت کے قابل ترین اساتذہ سے خوشہ چینی کی اور پھر شہری علاقوں میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک' جامعہ اشرفیہ لاہور' دارالعلوم کراچی میں علوم کے جام پہ جام پیئے اور آخر میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی سے جب وہ فارغ التحصیل ہو کر نکلے تو ان کے بے تعلیم والد کا خواب شرمندہ تعبیر ہو چکا تھا۔

جب مولانا عنایت اللہ صاحب آدم جی نگر کی مدینہ مسجد کے امام اور جامعہ فاروقیہ کراچی میں مدرس ہو گئے تو اس شخص نے اپنے آپ کو عبادات کے لئے وقف کر دیا اب اس کے پسندیدہ مشاغل تبلیغی جماعت کے ساتھ چلوں پر جا کر خواب غفلت کا شکار امت محمدیہ کے دین کی تبلیغ کرنا' تلاوت قرآن مجید نوافل اور ورد و اذکار ٹھہرے تھے۔

آدم جی نگر کی جامع مسجد مدینہ اس شخص کی وجہ سے دن بھر آباد رہتی۔

فجر کی نماز سے لے کر عشاء کی نماز کے بعد تک جن اوقات میں مسجد میں کوئی نہیں ہوتا تھا ان اوقات میں وہ شخص مسجد میں لازماً موجود ہوتا۔ یا تو تسبیح ہاتھ میں لئے ذکر میں مشغول رہتا' یا قرآن مجید کھولے تلاوت میں مصروف رہتا اور یا ہاتھ باندھے نوافل پڑھتے ہوئے اپنے رب سے ہمکلام ہوتا۔ چھ سے لے کر آٹھ سپارے اس شخص کی یومیہ تلاوت تھی' جبکہ تسبیحات اور نوافل کا کوئی حساب ہی نہیں تھا۔

دنیا کیا کر رہی ہے؟ آئے دن کے عالمی تغیرات کیا گل کھلا رہے ہیں؟ اس سے اس شخص کو کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

اس شخص کی پوری زندگی کو تین حصوں میں تقسیم کیا

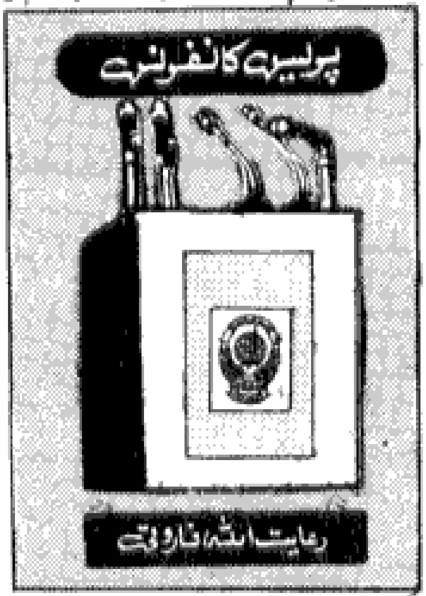

جا سکتا ہے' ایک حصہ اس نے بچپن اور لڑکپن میں گزارا دوسرا حصہ اس نے اپنے فرزندوں کی اولاً جسمانی پرورش اور بعد ازاں روحانی تربیت یعنی انہیں علوم اسلامیہ کے حصول میں لگا کر گزارا' جبکہ تیسرا حصہ جو تقریباً تیس برسوں پر مشتمل رہا وہ اس نے مکمل طور پر خداوند قدوس کی یاد اور عبادات میں صرف کیا۔

کسی بھی انسان کی زندگی کے اہم دور دو ہی ہوتے ہیں جوانی اور بڑھاپا عام طور پر جوانی ہمارے نوجوان دیوانی کر کے گزارتے ہیں اور جب بڑھاپے کی سرحدوں میں داخل ہوتے ہیں تو تب جب جذبات سرد پڑنے لگتے ہیں تو کچھ کچھ اللہ رب العزت کی طرف متوجہ ہونے لگتے ہیں۔

لیکن اس شخص نے جوانی اور بڑھاپے دونوں کو قابل فخر اور لائق مثال بنا کر گزارا۔

میں جب بھی مولانا عنایت اللہ صاحب یا برادرم عطاء اللہ عارف سے کسی کام سے ملنے گیا تو وہ شخص مسجد میں میری آمد کی اطلاع پا کر ملنے آتا سلام دعا کے بعد والد صاحب اور دیگر اہل خانہ کی خیریت پوچھ کر خاموشی سے واپس مسجد میں چلا جاتا اور عبادات میں مصروف ہو جاتے۔

ایک روز ملاقات پر کہنے لگا کہ کیسے آنا ہوا؟" میں نے کہا۔ "آپ سے ملنے آیا ہوں۔" یہ سن کر مسکراتے ہوئے گویا ہوا۔ "ہم سے کون ملنے آتا ہے تم نوجوان ہو' کسی نوجوان سے ملنے آئے ہو گے۔" اشارہ اپنے پوتے عطاء اللہ عارف کی طرف تھا۔ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت اور عبادت و ریاضت کے حوالے سے خاصی مصروف ترین زندگی گزارنے کے بعد جمعہ ۸ جنوری [illegible] کو وہ شخص اپنے مالک حقیقی سے ملنے کے لئے آخرت کے سفر پر روانہ ہو گیا۔ دنیا سے رخصت ہونے کے بعد کس انسان کے ساتھ کیا حالات پیش آئے یہ تو غیب کی باتیں ہیں اور اس کا علم صرف اور صرف اللہ رب العزت کو ہے۔

مگر بعض افراد کے ساتھ رخصت کے وقت ایسے حالات پیش آتے ہیں جس سے اللہ رب العزت اس شخص کے انجام کی طرف اشارہ فرما دیتے ہیں۔

مثلاً حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نور اللہ مرقدہ کے سفر آخرت پر روانہ ہونے کے وقت کے حالات ہی لے لیجئے۔ ایک تو مفتی صاحب سفر میں تھے اور پھر سفر بھی سفر حج تھا' دوم یہ کہ ایک دینی ادارے میں متقی اور باعمل علماء کی جھرمٹ میں تشریف فرما تھے' سوم یہ کہ ایک فقہی مسئلہ پر علماء کرام سے گفتگو میں مصروف تھے اور مسئلہ بھی ایسا کہ اس پر پوری قوم کا دارومدار تھا اور چہارم یہ کہ اتنی خاموشی اور ایسے اچانک رخصت ہوئے کہ یقین ہی نہ آئے۔

اس ہفتے کی "پریس کانفرنس" کا موضوع بننے والی بزرگ شخصیت محترم عبدالحمید مرحوم کے دنیا سے رخصت ہوتے وقت کے حالات بھی ایسے ہی تھے' اولاً یہ کہ دن جمعے کا تھا دوم یہ کہ وقت تہجد کا تھا جو پورے دن کا بہترین وقت ہوتا ہے' سوم یہ کہ تہجد اور تلاوت سے فارغ ہو چکے تھے' چہارم یہ کہ مسجد جا رہے تھے' پنجم یہ بھی ایک نیک شگون تھا کہ آج ہی کے دن عشاء کے بعد عالم بننے پر ان کے پوتے عطاء اللہ عارف کی دستار بندی تھی۔

اس کے علاوہ یہ امر بھی قابل فخر ہے کہ جنازے کے شرکاء میں سینکڑوں کی تعداد میں علماء امت اور بزرگان دین موجود تھے اور اسی طرح ان کے جنازے کو کاندھا دینے والے بھی علماء ہی تھے۔

اور یہی کیفیت ان کے مرقد میں اترتے وقت بھی تھی کہ علماء ہی انہیں مرقد میں اتار رہے تھے۔ یہ تمام حالات اور کیفیات ایسی ہیں جو ان کے نیک انجام اور رضاء الٰہی کا پتہ دیتی ہیں۔ اللہ رب العزت ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔ آمین۔

اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں حالات

مغربی ذرائع ابلاغ توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں۔

امریکی دانشور جان اسپوزیٹو کا اعتراف

مسلم دنیا بہت وسیع ہے اور اس میں کافی تنوع بھی ہے جس کے پیش نظر مغرب کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسلم دنیا کے بارے میں عمومی پیمانے کا رویہ قائم کرنے اور جامد تصورات اور پیشگی مفروضوں سے کام لینے سے گریز کرے۔

ذرائع ابلاغ کا رویہ

اسلام کی بابت مغرب کو یہ مشورہ ایک معروف امریکی اسکالر جان اسپوزیٹو نے "اسلامی خطرہ: افسانہ یا حقیقت" کے موضوع پر ایک لیکچر میں دیا ہے جس میں انہوں نے اسلام کے تعلق سے مختلف غلط تصورات کی نشاندہی کرتے ہوئے سامعین سے کہا ہے کہ ذرائع ابلاغ میں مسلم دنیا کے بارے میں اکثر توڑ مروڑ سے کام لیا جاتا ہے جس سے انہیں ہوشیار رہنا چاہئے۔

ذرائع ابلاغ

اس لیکچر کا اہتمام اسمتھ یونین انسٹی ٹیوشن کے ریزیڈنٹ ایسوسی ایٹ پروگرام کے تحت کیا گیا تھا۔ مسٹر اسپوزیٹو ہولی کراس کالج میں مشرق وسطیٰ سے متعلق علوم کے پروفیسر ہیں اور اسلام کے موضوع پر متعدد کتابیں اور مقالات لکھ چکے ہیں' ان کا کہنا تھا کہ مغرب میں اسلام کے بارے میں بہت سے لوگوں کی معلومات ذرائع ابلاغ کے ذریعہ کچھ خاص واقعات کی بنیاد پر ایک خاص زاویہ سے پیش کی گئی تصویروں تک محدود ہے چونکہ اکثر و بیشتر ذرائع ابلاغ "دھماکہ خیز" واقعات پر اپنی توجہ مرکوز رکھتے ہیں لہٰذا مسلم دنیا کو اکثر تنازعہ اور ٹکراؤ کے حوالہ سے ہی دیکھا جاتا ہے۔

بنیاد پرستی

مسٹر اسپوزیٹو نے کہا کہ "اسلامی بنیاد پرستی" کی اصطلاح ذرائع ابلاغ میں اور علمی حلقوں کے ذریعہ بھی بہ کثرت استعمال کی جا رہی ہے' لیکن اس کے نتیجہ میں پوری مسلم دنیا کے بارے میں ایک کلیہ بن جانے کا اندیشہ ہے حالانکہ بنیاد پرستی کی اصطلاح ایسی ہے کہ کبھی بہت بامعنی ہوتی ہے تو کبھی بالکل بے معنی مسلمانوں کے لئے اس اصطلاح کا استعمال اس لحاظ سے غلط اور گمراہ کن بھی ہو سکتا ہے کہ یہ اصطلاح سب سے پہلے بیسویں صدی کے پروٹسٹنٹ ازم کی تحریک کے دوران وضع کی گئی تھی جسے بعینہٖ مسلم دنیا پر منطبق نہیں کیا جا سکتا۔ مزید برآں اگر بنیاد پرستی کو عمومی مفہوم میں لیا جائے تو اسلام پر یقین و ایمان رکھنے والے تمام مسلمان بنیاد پرست ہیں کیونکہ وہ بہرحال اسلام کے بنیادی اصولوں پر عمل پیرا ہیں۔

اس ضمن میں مسلم حکومتوں کا ذکر کرتے ہوئے امریکی اسکالر نے کہا کہ بظاہر لیبیا' سعودی عرب' ایران اور پاکستان میں سے بھی ملکوں میں "اسلامی" حکومتیں قائم ہیں لیکن ان کے درمیان غیر معمولی فرق ہے۔ ان حکومتوں کو محض اسلامی حکومت کہہ دینے سے ان کی نوعیت' ان کی اسلامی کردار اور مغرب کے ساتھ ان کے تعلق کی وضاحت نہیں ہوتی۔

تنوع کا شعور

مسلم دنیا کوئی یک سنگی ستون نہیں ہے جہاں کوئی تنوع نہ ہو بلکہ یہاں بھی مختلف آوازیں' مختلف افکار اور مختلف زاویہ ہائے نگاہ ہیں جنہیں سننا اور سمجھنا ضروری ہے' اور مسلم دنیا اور ترقی پذیر دنیا کے بارے میں ہمارے انداز فکر کے لئے اس تنوع کا شعور بہت اہم ہے۔ اس شعور کی اہمیت خاص طور پر اس لحاظ سے بھی ہے کہ مغربی ملکوں میں مقیم مسلمانوں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے جبکہ دوسری مشرق وسطیٰ میں بڑھتے ہوئے جمہوری ماحول میں اسلامی تنظیمیں بتدریج سیاسی قوت حاصل کر رہی ہیں۔ اسلام امریکہ اور برطانیہ میں تیسرا اور فرانس میں دوسرا سب سے بڑا مذہب ہے۔

اس ضمن میں مسٹر اسپوزیٹو نے شمالی افریقہ سے یورپ کی طرف نقل وطن کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ اور فرانس کے اسکولوں میں مسلم طالبات کے ذریعے سر ڈھانکنے پر اصرار جیسے مسائل سے پیدا ہونے والے تنازعات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کی یہ بڑھتی ہوئی تعداد یورپ اور امریکہ میں ہماری آزاد روی پر نظم کے لئے ایک چیلنج بن رہی ہے۔

جمہوریت اور اسلامی تنظیمیں

سیاسی سطح پر مسٹر اسپوزیٹو نے مغرب کو یہ مشورہ دیا کہ اسے پوری دنیا میں جمہوری نظام کی زیادہ سے زیادہ ترویج کی اپنی خواہش کے ساتھ ساتھ اس امکان کو بھی بہرحال مدنظر رکھنا اور اسے تسلیم کرنا چاہئے کہ اسی جمہوری عمل کے ذریعہ اسلامی تنظیمیں بھی برسر اقتدار آ سکتی ہیں اس کی مثال یہ ہے کہ اردن' تیونس' الجزائر اور مصر میں خلیجی جنگ سے پہلے جو انتخابات ہوئے ان میں اسلامی امیدواروں نے ہماری توقعات سے کہیں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا اسی طرح خلیجی جنگ کے بعد مسلم دنیا میں جمہوریت کی ترویج کے لئے جاری ہماری کوششوں کے دوران کویت کا الیکشن ہوا اور اس میں حزب اختلاف اور اسلامی حلقوں کے امیدواروں نے اچھی کامیابی حاصل کی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مغرب کے بیشتر مبصرین آخر اسلامی اپوزیشن گروہوں کی طاقت اور عوام میں ان کے دائرہ اثر کے بارے میں اندازہ کی کوتاہی سے کام کیوں لیتے ہیں۔ مسٹر اسپوزیٹو کا کہنا تھا کہ اسلامی گروہوں کی سیاسی اپیل کو کمتر مقبولیت کا حامل سمجھنے کا ہی نتیجہ اور رجحان ہے کہ جب اسلامی امیدواروں اور تنظیموں کو انتخابی کامیابی ملتی ہے تو اس پر مبالغہ آمیز رد عمل ظاہر کیا جاتا ہے۔

اسلام اور جمہوریت

رہی یہ بات کہ اسلام کی جمہوریت کے ساتھ کہاں تک مطابقت ہو سکتی ہے۔ مسٹر اسپوزیٹو نے اس سوال کو تاریخی سیاق میں رکھتے ہوئے کہا کہ مغرب میں قومی ریاستوں کا ارتقاء صدیوں کی اتھل پتھل کے دوران ہوا جس میں

باقی صفحہ ۲۴ پر

اپنی اقدار کو پہچانیئے

پاکستان کی عزت اور آبرو کچے دھاگے سے لٹک رہی ہے

صوفی بدر الدین قریشی

دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آئی تھی۔ برصغیر کے مسلمانوں نے علیحدہ وطن محض اس لئے حاصل کیا تھا کہ وہ یہاں پوری آزادی سے دین مبین "شریعت محمدیؐ" اور اسلامی روایات و شعائر کے مطابق اپنی زندگیاں بسر کر سکیں۔ لیکن یہ حقیقت بڑی ہی تکلیف دہ ہے کہ حصول پاکستان کے بعد ہم نے اصل مقصد فراموش کر دیا ہے۔ دنیاوی اغراض و مفادات' جاہ و حشم اور ظاہری نمود و نمائش کی دوڑ میں ہم اس قدر آگے نکل چکے ہیں۔ کہ منزل اوجھل ہوتی جا رہی ہے۔ ساڑھے چار دہائیاں گزار چکے ہیں۔ قومی زندگی کے ہر شعبہ میں اسلامی مروجہ نظام کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالنے کے دعوے تو بہت کئے گئے لیکن عملاً ہم اسلام سے بہت دور ہوتے چلے گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نظریہ پاکستان اور اسلام کے مخالف عناصر کو کھیل کھیلنے کا موقع ملا۔ انھوں نے سیاسی' صحافتی' ثقافتی' ادبی' صنعتی اور تجارتی اداروں میں اپنی کمین گاہیں بنالی ہیں۔ اور اتنے دیدہ دلیر ہوگئے ہیں کہ اعلانیہ پاکستان اور اسلام کے خلاف باتیں کرنے لگے ہیں۔ ایوبی آمریت کے دس سالہ دور میں لادین تحریکوں اور لادین عناصر کو تقویت پہنچی کیونکہ گھٹن کی فضا زیر زمین سرگرمیوں کے لئے نہایت سازگار ثابت ہوئی ہے۔ صلیبی و اسرائیل و ہنود کے ایجنٹ اعلانیہ اسلامی شعائر کی تضحیک و اہانت کرنے لگے ہیں۔ جب آمریت کی تاریکیاں چھٹیں تو یہ عناصر بھانت بھانت کی بولیاں بولتے ہوئے عوام کو گمراہ کرنے لگے۔ یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے کبھی اسلام میں سوشلزم کے پیوند لگائے جاتے ہیں۔ کبھی کسی اور ازم کا نعرہ بلند کیا جاتا ہے۔ تو کبھی طے شدہ آئینی و سیاسی مسائل دوبارہ ابھار کر قوم کو فکری و نظریاتی انتشار سے دوچار ہونے کی کوشش کی جاتی ہے کہ کائنات ارضی کے اس خطے میں اسلام کا نام نہ لیا جائے۔ ہماری اس تمہید کے محرک پیپلز پارٹی کی سربراہ بے نظیر بھٹو اور ان کے پروردہ افتخار گیلانی کے بیانات ہوئے۔ لادین اور مرتد مختلف لبادے اوڑھ کر پاکستان دشمن سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا۔ اس لئے محب وطن پاکستانیوں اور فرزندان اسلام پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ نظریات اور اصولوں کے تحفظ کے لئے متحد ہو جائیں۔ جن کے لئے پاکستان حاصل کیا گیا تھا۔

پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا۔ اور ہم یہ بات برائے بحث بھی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ کہ یہاں اسلام کے سوا کوئی اور نظام نافذ ہو سکتا ہے۔ یہ بات ناقابل فہم ہے کہ خدا اور رسولؐ کے نام پر قائم ہونے والے ملک میں آخر اسلام دشمن عناصر کو کھیل کھیلنے کا موقع کیوں دیا جا رہا ہے۔ بے نظیر بھٹو کی ہرزہ سرائی اور قرآن کی تعزیرات کو غیر اخلاقی بتانا اور شعائر اسلام کو تنقید کا نشانہ بنانا کسی بھی غیرت مند مسلمان کے لئے قابل برداشت نہیں ہے۔ پیپلز پارٹی کے افتخار گیلانی نے تنقید برائے تنقید والے مقولے پر عمل کرتے ہوئے اقلیتوں کے ہم زبان ہو کر وزیر اعظم کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا ہے کہ وزیر اعظم پاکستان نے مذہبی اسکالروں کی دھمکی "راست اقدام کیا جائے گا" کے دباؤ میں آکر قومی شناختی کارڈ میں مذہبی خانے کے اندراج کا فیصلہ کیا ہے۔ اور یہ کہ اس ضمن میں کابینہ کو اعتماد میں نہیں لیا گیا اس لئے یہ وزیر اعظم کا ذاتی فیصلہ ہے۔ اس معاملہ میں انھوں نے قانونی مشیروں سے بھی مشورہ نہیں لیا اور اس طرح کابینہ کو اعتماد میں لئے بغیر ملکی تاریخ کا متنازعہ ترین فیصلہ کیا گیا ہے۔ علمائے کرام کو مذہبی اسکالر اور اسلام کو متنازعہ مسئلہ قرار دینے والے احمق اور اسلام کے باغی ہیں۔ پاکستان کی غالب اکثریت کے لئے اسلام کبھی بھی متنازعہ مسئلہ نہیں رہا ہے۔ علمائے کرام نے مبلغ دین ہونے کی حیثیت سے وزیر اعظم کو قطعی درست اور صائب مشورہ دیا ہے۔ کیونکہ پاکستان میں آباد کروڑوں مسلمانوں کی غالب اکثریت یہی چاہتی ہے اور اللہ و رسولؐ کی خوشنودی بھی اس میں ہے۔ اسی نام پر ملک حاصل کیا گیا تھا۔ اس لئے شناختی کارڈ میں مذہبی خانے کے اندراج کے سلسلہ میں وزیر اعظم یا صدر مملکت کسی کم علم کابینہ یا یورپی اسکالروں سے مشورہ لینے کے قطعی پابند نہیں ہیں۔ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔ اس کی بنیاد اسلام کے اصولوں پر رکھی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے ۱۹۷۳ء کی دستور میں بھی سابقہ دساتیر کی طرح اسلامی نظریہ حیات کی حفاظت' اس کی نشر و اشاعت اور نفاذ پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ ملک کا نام اسلامی جمہوریہ' پاکستان رکھا گیا ہے۔ اور اسلام کو سرکاری مذہب قرار دیا گیا ہے۔ دستور میں مسلمان کی تعریف بھی کی گئی ہے۔ جو شخص خدا کی وحدانیت اور پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر خدا کے آخری نبی کی حیثیت سے مکمل یقین رکھتا ہے دستور کی روح سے مسلمان تصور کیا جائے گا۔ پاکستان کا صدر اور وزیر اعظم ہمیشہ مسلمان ہوگا۔ کوئی غیر مسلم ان عہدوں پر فائز نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ قومی اسمبلی کے اسپیکر' ڈپٹی اسپیکر' سینٹ کے چیئرمین' ڈپٹی چیئرمین' وفاقی و صوبائی وزراء کو حلف اٹھاتے وقت اسلامی نظریہ کے تحفظ کا اقرار کرنا ہوتا ہے۔ ۱۹۷۳ء کا آئین عوامی آئین ہے۔ جسے براہ راست عوام کے منتخب نمائندوں نے تشکیل کیا ہے۔ لہٰذا یہ عوامی خواہشات کا ترجمان آئین ہے۔ آئین کا افتتاحیہ اس کے بنیادی مقاصد اور اصولوں کا غماز ہے۔ برصغیر کے مسلمانوں نے اتنی بڑی قربانیاں محض اس لئے دی تھیں کہ وہ ایک حقیقی اسلامی معاشرہ قائم کر سکیں۔ چنانچہ پاکستان میں اسلامی نظریہ کو سب سے پہلے قرارداد مقاصد (جسے پہلی دستوریہ نے ۱۹۴۹ء میں منظور کیا) اور بعد میں دونوں کالعدم دساتیر میں سرکاری طور پر تسلیم کیا گیا۔ پاکستان کے افتتاحیہ کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے۔

"چونکہ تمام کائنات میں حاکمیت صرف خداوند تعالیٰ کی عظیم ذات کو حاصل ہے۔ اس لئے جن اختیارات کا استعمال پاکستان کے عوام کو کرنا ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مقدس امانت ہے۔ افتتاحیہ کے آغاز میں ہی واضح کر دیا گیا ہے کہ اختیارات کا استعمال خدا تعالیٰ کی عائد کردہ حدود کے اندر ہوگا۔ یعنی شرعی قوانین کو بالادستی حاصل ہوگی اور عام قوانین پر ان کو فوقیت کو آئینی طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ قرارداد مقاصد کا مطالبہ پاکستان میں دستوری ارتقاء کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے۔ قرارداد مقاصد میں کہا گیا ہے کہ اقتدار اعلیٰ کا مالک خدا تعالیٰ ہے۔ اور پاکستان کے شہری اسے قرآن اور سنت کی مقرر کردہ حدود میں رہ کر استعمال کریں گے' جمہوریت' آزادی' مساوات اور معاشرتی انصاف کے وہ تصورات جو اسلام نے پیش کئے ہیں' نافذ کئے جائیں گے اور مسلمانوں کو ضروری مواقع فراہم کئے جائیں گے کہ وہ اپنی زندگیوں کو اسلام کے اصولوں اور تعلیمات کے مطابق مرتب کر سکیں۔ ۱۹۵۶ء اور ۱۹۶۲ء کے دساتیر کی طرح ۱۹۷۳ء کے دستور میں بھی حکمت عملی کے اصولوں کو جگہ دی گئی ہے۔ ان اصولوں کی

حیثیت لائحہ عمل کی سی ہوتی ہے۔ جن کو سامنے رکھتے ہوئے حکومت اپنی پالیسی مرتب کرتی ہے۔ ان پر عمل پیرا ہونا حکومت کی اخلاقی ذمہ داری ہوتی ہے حکمت عملی میں چیدہ چیدہ اصول یہ ہیں :۔ (۱) پاکستان کے مسلمانوں کو انفرادی و اجتماعی طور پر اپنی زندگیاں اسلام کے اصولوں کے مطابق ڈھالنے کے لئے مناسب سہولتیں فراہم کی جائیں۔ ایسے اقدامات کئے جائیں کہ مسلمان قرآن حکیم اور سنت کی تعلیمات کو سمجھ سکیں۔ (۲) قرآن حکیم کی تعلیم لازمی قرار دی جائے۔ اور حکومت اس امر کا خیال رکھے کہ قرآن حکیم کی طباعت غلطیوں سے پاک ہو (۳) ملک میں اسلام کا ضابطہ اخلاق نافذ کیا جائے (۴) زکوۃ اور اوقاف سے متعلقہ امور کا مناسب انتظام کیا جائی۔ قرارداد مقاصد کو دستور میں بطور افتتاحیہ استعمال کیا گیا ہے۔ آئین کی دفعہ ۲۲۷ میں درج ہے کہ :

"تمام رائج الوقت قوانین اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ کیا جائے اور آئندہ ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو اسلام کے منافی ہو"۔

یاد رہے اسلام کی روشنی میں قوانین کی آئینی حیثیت کو جانچنے کا اختیار سپریم کورٹ کے بجائے اسلامی معاشرتی "کونسل" کو دیا گیا ہے۔

صلیبیوں' یہود اور ہنود کے ایجنٹ علمائی کرام کو مذہبی اسکالر اور اسلام کو متنازعہ مسئلہ قرار دینے والے مسلمان کہلانے کے مستحق نہیں قرار دیئے جاسکتے۔ بالآخر مار آستین خود کو بے نقاب کرنے لگے ہیں۔ جو نہاں خانوں میں چھپے سوا نو سو سال سے ملت اسلامیہ کو ڈس رہے ہیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام ہے۔ اس لئے قومی شناختی کارڈ پر مذہب کے خانے کے اندراج کے سلسلہ میں یورپی اسکالروں یا کم فہم کابینہ سے مشورہ کرنے یا انھیں اعتماد میں لینا قطعی ضروری نہیں ہے۔ یورپی اسکالروں کو ہروقت دھڑکا لگا رہتا ہے کہ پاکستان میں اسلام کا عادل نظام نافذ ہوگیا تو ان کی دانشوری ماند پڑجائے گی۔ ان لوگوں کا دین اور ایمان قوم و وطن فروشی اور جھوٹ کے ذریعہ دنیاوی عیش و آرام حاصل کرنا ہے۔ آئین کی رو سے قومی شناختی کارڈ پر مذہب کے خانے کا اندراج وزیر اعظم پاکستان کا ایک احسن اقدام ہے۔ اور انھیں پورا پورا حق حاصل ہے کہ وہ پاکستان کی غالب اکثریت کی خواہشات کا احترام کریں۔ تاہم وزیر اعظم سے بھی اسلامیان پاکستان کا شکوہ بجا ہے۔ کہ قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اندراج کا فیصلہ ہوجانے کے باوجود ابھی تک نوٹیفکیشن نہیں ہوسکا ہے۔ وہ کونسی وجوہ ہیں' جو اس نیک کام میں تاخیر کا سبب بن رہی ہیں۔ پاکستان میں آباد دس کروڑ مسلمانوں کی امنگوں اور خواہشات کو چند لاکھ قادیانیوں' پارسیوں اور عیسائیوں کی خواہشات پر قربان نہیں کیا جاسکتا۔ ہم مسٹر بے سالک سے بھی گزارش کریں گے جو تحریک وہ شروع کرنے کا اعلان کر رہے ہیں' وہ اس کے بے دین اور

متعصب صلیب اعظم کے محافظ نے سوا آٹھ سو سال پہلے شروع کی تھی۔ اور اس کے صلیبی آقاؤں نے مسلمان نوجوانوں کے ذہنوں سے مذہب نکالنے کے لئے کردار کشی کی مہم شروع کردی تھی۔ انھوں نے دو طرفہ یلغار کی تھی۔ ایک طرف امراء وزراء اور حکمرانوں کو دولت' عورت اور شراب کے نشے کا دلدادہ بنایا گیا تو دوسری طرف پسماندہ لوگوں کو توہم پرستی میں مبتلا کرکے مذہب کے خلاف وسوسے پیدا کئے گئے۔ بعض مورخین رقم طراز ہیں کہ :

"ایک وقت ایسا بھی آیا کہ صلیبی حکمرانوں نے میدان جنگ کو اہمیت دینا چھوڑ دی تھی۔ وہ اس نظریہ کے قائل ہوگئے تھے کہ جنگ ایسے طریقہ سے لڑی جائے کہ مسلمانوں کی جنگی قوت زائل ہوتی رہے۔ ان کے مذہب پر پرزور حملہ کیا جائے۔ اور ان کے دلوں میں ابہام پیدا کئے جائیں"۔

اس قسم کے مفکروں میں "فلپ آگسٹس" سرفہرست ہے' یہ صلیبی حکمران اسلام دشمنی کو اپنے مذہب کا بنیادی اصول خیال کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ ہماری جنگ حکمرانوں کی جنگ نہیں ہے۔ بلکہ صلیب اور اسلام کی جنگ ہے۔ جو ہماری زندگی میں نہیں لیکن کسی نہ کسی وقت ضرور کامیابی سے ہمکنار ہوگی۔ اس لئے ضروری ہے کہ مسلمانوں کی نوجوان نسل کے ذہنوں سے قومیت نکال کر جنسیت بھردی جائے۔ ایک یورپی مورخ "آندرے آزون" کے مطابق اس الزام کے جواب میں ایک مرتبہ آگسٹس نے کہا تھا کہ :

"ایک مسلمان حکمران کو پھانسنے کے لئے وہ اپنی کنواری بیٹیوں کو بھی ان کے حوالے کرنے سے گریز نہیں کرے گا"۔

صلیب اعظم کے محافظ نے کہا تھا کہ "عیسائیت کا فرض ہے کہ کرہ ارض سے اسلام کا وجود ختم کیا جائے۔ ضروری نہیں ہے کہ حصول مقصد کے لئے جنگ کی جائے۔ جو بھی ذریعہ موثر ہو استعمال کیا جائے' انھیں ہر ذریعہ سے عیسائیت پر مائل کیا جائی۔ اگر عیسائیت قبول کرنے پر تیار نہ ہوں تو ان کے ذہنوں سے اسلام نکال دیا جائے۔ اور اس طریقہ سے ان کے اندر بدی کا بیج بودیا جائے اور سامنے یہ مقصد رکھا جائے کہ مسلمانوں کا نام ونشان مٹانا ہے' اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہر طریقہ استعمال میں لایا جائے۔ خواہ دوسروں کی نگاہوں میں وہ ناجائز' ظالمانہ اور شرمناک ہو"۔

"ریجنالٹ" نے کہا تھا کہ "یہ قوم کردار کے ہاتھوں تباہ ہوگی' ضروری نہیں ہے ہم جنگ کے میدان میں لڑیں' ہم کسی محاذ پر بھی لڑسکتے ہیں"۔

صلیبی ذہنیت کی اس سازش کے باعث ملت اسلامیہ کی جڑیں کھوکھلی ہوچکی ہیں۔ ایمان فروش قرآن ہاتھوں میں لے کر اپنی وفاداری کا یقین دلاتے ہیں۔ ہر مخلص مسلمان

باقی صفحہ ۲۹ پر

قادیانیوں کے لئے امتحانی پرچہ

از جانب: اشتیاق احمد۔ معروف ناول نگار

نوٹ:۔ ہر سوال کے پانچ نمبر ہیں.... لیکن ہمارا دعوی ہے کہ کوئی قادیانی ایک نمبر بھی حاصل نہیں کرسکتا۔

(۱) مرزا قادیانی مرد تھا یا عورت؟
(۲) مرزا قادیانی مسیح موعود تھا یا نہیں؟
(۳) مرزا قادیانی تشریعی نبی تھا یا غیر تشریعی؟
(۴) مرزا نے دوسروں کو گالیاں دیں یا نہیں؟
(۵) وحی کا سلسلہ جاری ہے یا بند؟
(۶) مرزا کا کوئی استاد تھا یا نہیں؟
(۷) مرزا خدا ہے یا بندہ
(۸) مرزا ابن مریم تھا یا ابن چراغ بی بی؟
(۹) وحی لانے والے فرشتے کا نام جبریل ہے یا ٹیچی ٹیچی
(۱۰) مرزا قادیانی خدا کی بیوی تھا یا بیٹا؟

نوٹ (۲) اگر ایک نمبر بھی کوئی قادیانی حاصل نہیں کرسکتا تو پھر اسے مرزائیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کرلینا چاہیے۔

بہشتی مقبرہ روتا ہے!

طاہر رزاقی
لاہور

***

قادیانی قبرستان کی شرمناک و ہولناک داستان جہاں جنت کے نام پر جہنم کی "ایڈوانس بکنگ" ہوتی ہے!

سہ یاد ماضی عذاب ہے یارب
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

وہ وقت کتنا حسین تھا، وہ دن اپنے دامن میں کتنی بہاریں لئے ہوئے تھے. وہ لمحے کتنے پرمسرت اور فرحت بخش تھے. جب میں چنیوٹ سے سرگودھا جانے والی سڑک کے کنارے دریائے چناب کے پل سے تھوڑی دور واقع ایک وسیع وعریض میدان تھا. دریائے چناب میرے پڑوس سے گزرتا. اس کی ہنستی کھیلتی اچھلتی کودتی لہروں کی شوخیاں اپنی آنکھوں سے دیکھتا اور کبھی پانی کی مست خرامی کی نغمگی کو سن کر جھوم جھوم جاتا. مشرق سے طلوع ہوتے سورج کی روشن روشن کرنیں مجھ پر پڑتیں اور ہر روز مجھے ایک نئی روشنی اور جوانی عطا کرتیں. نسیم سحر مجھ سے لپٹ لپٹ کر جاتی شبنم میرا منہ دھوتی. موسلا دھار بارشیں مجھے نہلاتیں. شفق کی سرخی مجھے رعنائیاں عطا کرتی کالی گھٹائیں میری آنکھوں میں کاجل لگاتیں صبح مشرق کی کوکھ سے طلوع ہونے والا سورج سارا دن اپنی روشنی کی بزم سجا کر اپنے اجالوں سمیت مغرب کی گود میں سو جاتا تو رات کو چاند کی خنک چاندنی میرے قلب و جگر کو ٹھنڈک پہنچاتی میں چرخ نیلوفری پر چمکتے ستاروں سے جی بھر کر باتیں کرتا اور جمعرات کو چلنے والی ٹھنڈی میٹھی ہوائیں اپنی رسیلی آواز میں مجھے لوریاں دیتیں اور تھپک تھپک کر سلا دیتیں. میں ایک شہزادے کی زندگی گزار رہا تھا. جس کی خدمت کے لئے درجنوں خادم ہر وقت دست بستہ کھڑے ہوں.

وقت اپنے متحرک پہیوں سے اپنی منزل کی جانب دوڑتا رہا. زمانہ کروٹیں بدلتا رہا. ماہ و سال کی گردش جاری رہی. لیل و نہار آتے جاتے رہے. ایک دن میرے کانوں نے خوشخبری سنی کہ ہندوستان آزاد ہو رہا ہے اور میرا وجود پاکستان میں شامل ہو رہا ہے. خوشی سے مجھ پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی. اور میرا ذرہ ذرہ اللہ کی حمد میں معروف ہو گیا. ہزاروں آرزوئیں اور تمنائیں میرے دل میں مچلنے لگیں. میں وطن آنے والے قافلوں کے مسافروں کے پاؤں چومنے کے لئے تڑپنے لگا. میں آرزوئیں کرنے لگا. کہ آزادی وطن کا کوئی مجاہد میرے کسی حصہ کو اپنا مسکن بنا لے سب کچھ لٹا کر آگ و خون کا دریا عبور کر کے آنے والے مجاہد پر اپنی ہستی بسا لیں لیکن میری حسین آرزوئیں اس وقت راکھ کا ڈھیر بن گئیں. جب میرے کانوں میں یہ روح فرسا خبر پڑی کہ کائنات کی بدترین جماعت یعنی قادیانی جماعت جس نے ہندوستان میں جعلی نبوت کا ڈرامہ رچایا میرے پڑوس میں ڈیرے ڈال رہی ہے. اور ایک خطرناک منصوبے کے تحت انہوں نے مجھ پر بھی قبضہ کر لیا ہے. اس دن میں چیخیں مار مار کر رویا گریہ و زاری کرتے کرتے میری آنکھیں سرخ ہو گئیں اور میرا دامن آنسوؤں سے بھیگ گیا ابھی سنبھلنے نہ پایا تھا کہ ایک دن مجھے پتہ چلا کہ قادیانیوں نے مجھے اپنا قبرستان بنا لیا ہے. اور میرا نام بہشتی مقبرہ رکھ دیا ہے مجھے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے دو دھاری خنجر سے میرا سینہ چاک کر کے اس میں مرچیں بھر دی ہیں. میں حیران و پریشان تھا کہ ان کے گرو گھنٹال مرتد اعظم مرزا قادیانی نے تو قادیان میں ایک قبرستان بنایا تھا. اب قادیانیوں کا ٹولہ یہاں منتقل ہے. بہشتی مقبرہ کیسے منتقل ہو گیا. یہ کتنا

بڑا جھوٹ اور کتنا بڑا فراڈ ہے۔ لیکن جلد ہی ذہن مطمئن ہو گیا کہ جھوٹی نبوت میں ہر جھوٹ جائز ہے قادیانی گروہ در گروہ آنے لگے میرے پڑوس میں انہوں نے ایک شہر آباد کیا جس کا نام ربوہ رکھا۔ میں قادیانیوں کی منحوس اور پھٹکار شدہ صورتیں دیکھتا تو مجھے متلی ہونے لگتی۔ سازش اور فریب سے مسلمانوں کو مفت زمین کا لالچ دے کر انہیں ربوہ لایا جانے لگا۔ اور یوں مرتدوں نے پاکستان میں مرتد سازی کی مہم شروع کر دی۔ پھر ان کی زبانوں سے ملک وملت کے خلاف خوفناک باتیں سننے لگا۔ پاکستان پر حکومت کرنے کے منصوبے بننے لگے اور وطن عزیز کے خلاف سازشوں کے جال تیار ہو گئے۔ ملک دشمن عناصر اور دشمن ممالک کے جاسوسوں کی ربوہ میں آمد ورفت شروع ہو گئی۔ ایک دن مجھے خبر ملی کہ ایک قادیانی مرتد مر گیا ہے۔ اور اسے مجھ میں دفن کرنے کے لئے لایا جا رہا ہے۔ مارے خوف کے میں لرز گیا اور بے اختیار فضا میں میری چیخیں پھیلنے لگیں۔ میت کو قبرستان لایا گیا۔ پچاس ساٹھ آدمی جنازے کے ساتھ آئے ایک آدمی رجسٹر لے کر آیا اس نے رجسٹر سے مرنے والے کا نام تلاش کیا اور دیکھا کہ آیا مرنے والے نے اپنی کل جائیداد کا دسواں حصہ قادیانی جماعت کو ادا کیا ہے یا نہیں۔ حساب ٹھیک نکلا مردے کو کلیرنس سرٹیفکیٹ NOC دے دیا گیا میرے سینے پر اس مردے کی قبر کھدنے لگی کسی اور کدال کی ضربوں سے میرا جسم ٹوٹنے لگا۔ قبر تیار ہو گئی مردے کو قبر میں لٹا دیا گیا اور اوپر سے مٹی ڈال دی گئی۔ میں نے ڈرتے ڈرتے ایک نظر مردے پر ڈالی۔ مردہ کیا تھا جلنے سے نکلا ہوا لگتا تھا معلوم ہوتا تھا کہ موت کے فرشتوں نے خوب چھترول کر کے روح نکالی ہے میت سے اس قدر بدبو کے طوفان اٹھ رہے تھے کہ میرا دماغ ابلنے لگا میرا سانس گھٹنے لگا جلد ہی میں نے دیکھا۔ کہ اللہ کے فرشتے ہاتھوں میں لمبے لمبے گرز لئے بجلی کی سرعت سے آ پہنچے۔ مردے سے سوال وجواب ہونے لگے۔ لیکن مردہ ہر سوال کے جواب میں اول فول بکتا پھر مردے کا ریمانڈ شروع ہو گیا قبر میں آگ لگ گئی۔ اوپر سے گرزوں کی بارش شروع ہو گئی۔ سانپوں بچھوؤں اور دیگر خطرناک حشرات الارض نے مردے کی چیر پھاڑ شروع کر دی۔ مردہ اتنی زور سے چیخا کہ میرے پورے وجود میں ارتعاش پیدا ہو جاتا۔

اسی اثناء میں میں نے باہر دیکھا تو مین گیٹ کے پاس بہشتی مقبرے کا منیجر مردے کی وصول ہونے والی رقم کے نوٹ مسکرا مسکرا کر گن رہا تھا۔ پھر ایک دن دوسرا مردہ آیا اس مرتد کے ساتھ بھی یہی میزبانی برتی گئی۔ پھر مردے آنے کی رفتار تیز ہوتی گئی۔ اور میرا نازوں سے پالا جسم داغدار ہوتا چلا گیا۔ پھر ایک دن مجھے خبر ملی کہ صوبہ سندھ سے ایک مردہ تدفین کے لئے لایا جا رہا ہے۔ اس دن میں رویا بھی اور ہنسا بھی۔ رویا اس بات پر کہ پہلے میں سمجھتا تھا۔ کہ صرف ربوہ کی غلاظت ہی میرے اندر دفن ہو گی اور میرا حلقہ مرتداں صرف ربوے تک محدود ہے لیکن اس دن پتہ چلا کہ میرا حلقہ مرتداں پوری دنیا ہے۔ پوری دنیا سے کوئی بھی قادیانی اپنی جائیداد کا دسواں حصہ دے کر مجھ میں دفن ہو سکتا ہے۔ اور ہنسی آئی سندھ سے آنے والے مردے پر کہ پیارے تمہارے ہاں چھتروں کا کوٹہ تو متعین ہے۔ وہیں اپنا کوٹہ وصول کر لیتے اتنا سفر طے کرنے کا کیا فائدہ۔ ایک دن خبر ملی کہ مرزا قادیانی کی لاڈلی بیوی نصرت جہاں بیگم مجھ میں دفن ہونے کے لئے تشریف لا رہی ہے اس دن چھتروں کا پروگرام ڈبل اور سپیشل تھا۔ نصرت جہاں بیگم بغیر چندے کے دفن ہوئی کیونکہ مرزا قادیانی نے بہشتی مقبرہ کے بارے میں کہا ہے۔ کہ بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کیلئے کل جائیداد کا دسواں حصہ دینا شرط ہے لیکن میرے اہل خانہ اور میری اولاد اس چندہ سے مستثنیٰ ہو گی۔ قادیانی مردے آتے رہے میری آبادی بڑھتی رہی گرز برستے رہے۔ آگ کے شعلے بھڑکتے رہے۔ دھواں اٹھتا رہا۔ سانپ پھنکارتے رہے۔ بچھو ڈستے رہے۔ مردے تڑپتے رہے۔ کان پھاڑ دینے والی چیخیں بلند ہوتی رہیں۔ اور بہشتی مقبرے کا جنرل منیجر دولت کے انبار لگاتا رہا۔ یوں تو بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والے ہر قادیانی کی داستان بڑی ہی عبرتناک ہے۔ لیکن کچھ موقعوں پر ایسی ہولناک مارپیٹ اور خوفناک چیر پھاڑ ہوئی۔ کہ میں انہیں قیامت تک فراموش نہ کر سکوں گا۔

جب بہشتی مقبرے کا افتتاح یعنی پہلا مردہ دفن ہوا۔

جب مرزا قادیانی کی بیوی نصرت جہاں بیگم کی آمد ہوئی۔

جب مرزا قادیانی کا بیٹا بشیر الدین محمود آیا۔

جب مرزے کی بیٹی امۃ الحفیظ کی ارتھی آئی۔

جب جلال الدین شمس مردود ہوا۔

جب جنرل اختر ملک زندان قبر میں پہنچا۔

جب مرزا ناصر مردار ہوا۔

جب سر ظفر اللہ خاں کو لایا گیا۔

جب شیزان فیکٹری کا مالک شاہنواز قبر میں گاڑا گیا۔

بہشتی مقبرے کے چاروں طرف دیواریں کی ہوئی ہیں۔ احاطہ کے اندر قبریں بڑے اہتمام سے بالکل سیدھی قطاروں میں بنائی گئی ہیں۔ قبروں کو سنگ مرمر چینی ٹائلوں اور رنگین چپس کے فرشوں سے سجایا گیا ہے۔ قبروں پر مردوں کے سرہانے ان کا تعارف اور وصیت نمبر (قیدی نمبر) تحریر ہیں۔ قبروں کے درمیان راستے میں پھولدار پودے بھی لگائے گئے ہیں۔ رات کو ٹیوب لائٹس اور مرکری کے قمقمے روشن کئے جاتے ہیں۔ جس سے رنگین پتھریلی قبریں چمکنے لگتی ہیں۔ جنہیں دیکھ کر قادیانی بڑے خوش ہوتے ہیں۔ لیکن میرا یہ سارا میک اپ طوائف کا سنگھار ہے۔ میں قادیانی رائل فیملی کے لئے سب سے منافع بخش بزنس ہوں۔ میری ایک ایک فٹ جگہ ہزاروں روپے میں فروخت ہوتی ہے۔ لندن فرار ہونے سے قبل مرزا طاہر اکثر میرا معائنہ کرنے کے لئے آیا کرتا تھا۔ وہ چاروں طرف نظریں گھما گھما کر اور مسکرا مسکرا کر مجھے یوں دیکھتا جیسے کوئی بہت بڑا جاگیردار اپنی جاگیر کو دیکھنے آیا ہو۔ یا کوئی صنعت کار اپنے کارخانے کا دورہ کر رہا ہو۔

اے رب ذوالجلال! بہشتی مقبرے کے نام پر دنیا کا سب سے بڑا فراڈ ہو رہا ہے۔ جہاں جنت کے نام پر جہنم کی ایڈوانس بکنگ ہو رہی ہے۔ قادیانی رائل فیملی قبر فروشی کا دھندہ کر کے گلچھرے اڑا رہی ہے۔ اے میرے مالک! میرا نام بہشتی مقبرہ ایسے ہی ہے۔ جیسے سانپ کا نام حیات بخش۔ بچھو کا نام روح افزاء اور انگاروں کا نام پھول رکھ دیا جائے اور میرا بہشت سے وہی تعلق ہے۔ جو مرزا قادیانی کا جنت سے۔ اے خداوند! میرا وجود گالی بن چکا ہے۔ میں اطراف عالم میں رسوا ہو چکا ہوں۔ بسوں کاروں ویگنوں میں سوار مسافر جب سڑک پر میرے قریب سے گزرتے ہیں۔ تو میرا مذاق اڑاتے ہیں۔ اور میری طرف منہ کر کے تھوکتے ہیں۔ میرا معاشرہ میں وہی مقام ہے۔ جو غلاظت ڈپو کا! جس طرح سارے علاقے کی غلاظتیں اکٹھی کر کے غلاظت ڈپو میں پھینک دی جاتی ہیں۔ اسی طرح ربوہ

اور سارے پاکستان سے قادیانی مرتد زندیق گستاخان رسول غداران وطن بھر میں پھینک دیئے جاتے ہیں۔ اے سمیع وبصیر! میں بڑی حسرت کی نگاہ سے دیگر قبرستانوں کو دیکھتا ہوں۔ تو اپنی قسمت پہ ماتم کرتا ہوں اور روتے روتے ہچکیاں بندھ جاتی ہیں۔ وہ بھی تو قبرستان ہیں جہاں شہید آرام فرما ہیں۔ جہاں تیرے دین کے لئے لڑنے والے غازی محو استراحت ہیں۔ جہاں شیوخ القرآن جنت کی بہاریں لوٹ رہے ہیں۔ جہاں شیوخ الحدیث ابدی نیند سو رہے ہیں۔ جہاں حفاظ قرآن کی منور قبریں ہیں۔ جہاں مفسرین ومحدثین جنت کی رحمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ اور ایک کتوں کا مارا میں ہوں جہاں صرف مرتد زندیق گستاخ رسول آنجہانی یہود ونصاریٰ کا اور غداران ملک وملت دفن ہیں۔

میرے مولا! میرے اعصاب شل ہو چکے ہیں میری روح کچلی جا چکی ہے۔ میرے انگ انگ سے ٹیسیں اٹھتی ہیں میرا دماغ ہنڈیا کی طرح ابل رہا ہے۔ میرا جگر عرق غم بن کر آنکھوں کے راستے بہہ گیا ہے۔ میرا وجود کانٹوں پر لٹائی لاش ہے۔ میرا دل دہکتا ہوا آتش فشاں ہے۔ میرے جذبات اکلوتے بیٹے کی موت پر ماں کے بین ہیں میرے احساسات لق ودق صحرا میں دم توڑتے پیاسے کی موت کی ہچکیاں ہیں۔ میرے خیالات میرے جھلسے ہوئے وجود کا دھواں ہیں۔ میرا ماضی بیوہ کا لٹا ہوا سہاگ ہے۔ میرا حال پھانسی چڑھے جوان کے جسم کا تڑپ اور مستقبل شکاری کتوں کے نرغے میں پھنسا ہوا ہرن جو آسمان کی طرف منہ اٹھائے زندگی کی بھیک مانگ رہا ہو۔ یا حی یا قیوم! میرا پیٹ مرتدوں اور زندیقوں سے بھر چکا ہے۔ اب صبر کا دامن ہاتھوں سے چھوٹ رہا ہے۔ اب قیامت لے آ۔ اسرافیل سے کہہ دے کہ صور پھونک دے۔ اور میں اپنے پیٹ سے یہ غلاظتیں باہر پھینک دوں۔ اور تیرے فرشتے دنیا کے ان عظیم مجرموں کو پابہ زنجیر حشر کے میدان میں کھینچتے ہوئے لے جائیں۔ اور پھر تیرے حکم سے یہ جہنم میں پھینک دیئے جائیں۔ مولا! مجھ دکھی کی فریاد سن لے۔ مولا میری التجا سن۔ مولا میری التماس سن لے۔ مولا! میری درخواست سن لے۔

بہشتی مقبرہ کے بارے میں

قادیانی عقائد۔

بہشتی مقبرہ۔ بہشتی لوگ۔ "حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے فرمایا کہ زمانہ سے کوئی بیس یا پچیس منٹ پیشتر میں نے خواب دیکھا کہ گویا ایک زمین خریدی ہے۔ کہ اپنی جماعت کی میتیں وہاں دفن کیا کریں تو کہا گیا۔ کہ اس کا نام مقبرہ بہشتی ہے۔ یعنی جو اس میں دفن ہو گا وہ بہشتی ہو گا۔

(مکاشفات ص ۳۹ مولفہ بابو منظور الٰہی صاحب قادیانی)

جنت ارضی :-

فاوحیٰ الیّ ربی واشار الی ارض وقال انہا الارض تحتہا الجنۃ فمن دفن فیہا دخل الجنۃ وانہ من الاٰمنین۔

ترجمہ:۔ تو خدا تعالیٰ نے مجھے وحی کی اور ایک زمین کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ وہ زمین ہے۔ جس کے نیچے جنت ہے۔ پس جو شخص اس میں دفن ہو گا وہ جنت میں داخل ہوا۔ اور وہ امن پانے والوں میں سے ہے۔

(الاستفتاء عربی ص ۷۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

سب سے اعلیٰ زمین :-

کشفی رنگ میں وہ مقبرہ مجھے دکھایا گیا۔ جس کا نام خدا نے بہشتی مقبرہ رکھا ہے۔ اور پھر الہام ہوا۔

"کل مقابر الارض لاتقابل ہذا الارض"

روئے زمین کی تمام مقابر اس زمین کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے مکاشفات ۷۸ مولفہ محمد منظور الٰہی صاحب)

بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی فیس :-

تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہو گا۔ جو یہ وصیت کرے کہ اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہو گا کہ ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہو گا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے فیس ادا کرنے والا جہاں بھی مرے جنتی ہے اگر کوئی صاحب دسواں حصہ جائیداد کی وصیت کریں اور اتفاقاً اس کی موت ایسی ہو مثلاً کسی دریا میں غرق ہو کر ان کا انتقال ہو یا کسی اور ملک میں وفات پاویں جہاں سے میت کو لانا متعذر ہو تو ان کی وصیت قائم رہے گی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہو گا کہ گویا وہ اسی قبرستان میں دفن ہوا ہے اور جائز ہو گا کہ ان کی یادگار میں اسی قبرستان میں ایک کتبہ اینٹ یا پتھر پہ لکھ کر نصب کیا جائے اور اس پر واقعات لکھے جائیں۔

(الوصیت ص ۱۱ تا ۲۴ مصنفہ مرزا قادیانی)

مرزا اور اس کے اہل وعیال کے لئے کوئی فیس نہیں۔

میری نسبت اور میرے اہل وعیال کی نسبت خدا تعالیٰ نے استثناء رکھا ہے باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ہو ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہو گی اور شکایت کرنے والا منافق ہو گا۔

(الوصیت ص ۱۱ تا ۲۴ مصنفہ مرزا قادیانی)

بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی وصیت نہ کرنے والا منافق :-

حضرت مسیح موعود (مرزا) نے فرمایا ہے جو وصیت نہیں کرتا وہ منافق ہے اور وصیت کا کم از کم چندہ ۱/۱۰ حصہ مال کا رکھا ہے۔

(منہاج الطالبین مجموعہ تقاریر میاں محمود احمد خلیفہ قادیان ص ۱۶)

جنت کا دروازہ کھل گیا۔

اگلے زمانہ میں انبیاء اپنے بعض خاص خاص مریدوں کو بہشت میں داخل ہونے کی بشارت دیا کرتے تھے اور یہاں تو یہ نظر آتا ہے کہ بہشت کا دروازہ ہی کھل گیا ہے صرف ذرا کھوکھلا ہونے اور قدم اٹھانے کی دیر ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۶۹ مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء)

بہشت سے اخراج: چندہ ضبط۔

بموجب ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ تعالیٰ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ جو موصی وصیت کا چندہ واجب ہونے کی تاریخ کے چھ ماہ بعد تک رقم وصیت ادا نہ کرے گا۔ نہ دفتر سے اپنی معذوری بتا کر مہلت حاصل کرے گا۔ اس کی وصیت انجمن کارپردازان مصالح قبرستان کو منسوخ کرنے کا کامل اختیار رہے۔ اور جس قدر روپیہ وہ وصیت میں ادا

باقی صفحہ ۲۶ پر

اللہ تعالیٰ کا تکوینی فیصلہ یا سنت اللہ

مسئلہ ختمِ نبوّت اور مسئلہ جہاد

قادیانیت کا نجس پودا انگریز نے جہاد کو ختم کرنے کے لئے ہی بویا تھا

اللہ تعالیٰ کا ایک تکوینی فیصلہ ہوتا ہے یا یوں کہیں کہ سنتہ اللہ کچھ اس طرح جاری ہے کہ جب بھی شریعت کے کسی مسئلہ یا کسی حکم سے بے توجہی یا ذہول سا پیدا ہو جاتا ہے اور وہ حکم عام ذہنوں سے اوجھل ہونے لگتا ہے اور اس پر پردے پڑنے شروع ہو جاتے ہیں اور مسئلہ حساس نوعیت کا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک عام حادثہ کے تحت اس مسئلہ کو اجاگر کر دیتا ہے اور وہ حکم مسلمانوں کے لئے مرکز توجہ بن جاتا پھر اس کے لئے شرعی مقام اس کی بحث و تمحیص اور اہتمام کے ساتھ اس حکم کا ایک ایک جزئیہ عام و خاص تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کا کچھ اندازہ آپ سیدنا عثمانؓ بن عفان کے دورے سے لگائیں کہ ان کے خلاف ایک شورش برپا ہوئی۔ مطاعن شروع ہو گئے۔ اس پر صحابہ کرامؓ کے پاس حضورؐ کے جتنے فرامین اور ارشادات حضرت عثمان کی فضیلت میں تھے وہ انہوں نے کھول کر بیان کئے۔ اسی طرح حضرت علی کا مقام جب ذہنوں سے پیچھے ہٹنے لگا طرح طرح کے مطاعن شروع ہوئے تو صحابہ کرام آگے بڑھے اور حضرت علی مرتضیٰ کے تمام فضائل واضح کر کے امت کی رہنمائی کی اہل رفض نے جب صحابہ کو نشانہ بنایا تو صحابہؓ کے فضائل عام امت کے سامنے بیان ہونے لگے۔

اسی طرح عباسی دور میں جب اللہ تعالیٰ کی صفات میں طرح طرح کے شکوک پیدا ہوئے تو خلق قرآن کا مسئلہ تکوینی طور پر کھڑا ہو گیا اور پھر علماء نے اللہ تعالیٰ کی صفات میں وہ تحقیقات کیں کہ آنے والی امت کے لئے ایک صراط مستقیم مہیا ہو گیا۔ پھر اسی طرح جہاں بھی کسی حکم کے متعلق یہ خطرہ محسوس کیا گیا کہ یہ حکم عام ذہنوں سے نکلا جا رہا ہے تو ایک حادثہ عامہ کے تحت اس کو اجاگر کیا گیا۔ اس پچھلے دور میں ختم نبوت کا مسئلہ جب عام ذہنوں سے نکلا جا رہا تھا تو ایک جھوٹی نبوت سامنے آئی اور اس کے رد عمل میں ختم نبوت کا وہ کام ہو گیا کہ علمی میدان میں کتابوں کے ڈھیر لگ گئے۔ ایک ایک نکتہ اور ذرہ سامنے آیا اور ہر ایک عام و خاص اور مرد و زن تک ختم نبوت کی حیثیت اور ایک نقشہ پہنچ گیا اور ہر دل حساس ہو گیا۔

اسی طرح معاملہ جہاد کا تھا کہ انگریز جب برصغیر میں آیا تو اس نے سب سے پہلے جہاد کے حکم کو مسلمانوں کے ذہنوں سے نکالنے اور کھرچنے کی کوشش کی کیونکہ انگریز جانتا تھا کہ جہاد اسلام کی دفاعی لائن ہے اور جس قانون و قوم کا دفاع اور ڈیفنس نہ ہو وہ ہمیشہ غلام رہے گی۔ چنانچہ اس کام کے لئے انگریز بہادر نے چند افراد کو منتخب کیا۔ جس میں سرفہرست غلام احمد قادیانی ہے جس نے واضح الفاظ میں جہاد کے خلاف بکواس کی اور کہا۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے

از: حضرت مولانا فضل محمد صاحب استاذ
جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن

اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ' صفحہ ۳۹)

(۲) بعض احمق!

"بعض احمق اور ناداں یہ سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور عین واجب ہے اس سے جہاد کیسا؟ (شہادت القرآن صفحہ ۸۶)

(۳) میرے مرید!

"میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے"۔ (تبلیغ رسالت' جلد ۷۔ صفحہ ۱۷)

(۴) سخت نادان بدقسمت اور ظالم

"اور جو لوگ مسلمانوں میں سے ایسے بدخیال جہاد اور بغاوت کے دلوں میں مخفی رکھتے ہیں میں ان کو سخت نادان اور بدقسمت ظالم سمجھتا ہوں"۔ (تریاق القلوب' صفحہ ۳۶)

(۵) خدا اور رسول کا نافرمان

"آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو دین کے لئے تلوار اٹھاتا ہے اور غازی نام رکھ کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔ (۱۰) ۃالمسیح صفحہ ب' ضمیمہ خطبہ الہامیہ)

(۶) ہرگز جہاد درست نہیں!

"میں نے بیسیوں کتابیں عربی' فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ (برطانیہ) سے ہرگز جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ چنانچہ میں نے یہ کتابیں بصرف زر کثیر چھاپ کر بلاد اسلام میں پہنچائی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا بہت سا اثر اس ملک پر بھی پڑا ہے"۔

(تبلیغ رسالت' جلد ششم' صفحہ ۶۵)

(۷) "پچاس الماریاں"

"اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں"۔ (تریاق القلوب' صفحہ ۲۵)

(۸) ساٹھ برس کی عمر تک اہم کام

"دوسرا امر قابل گزارش یہ ہے کہ میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو تقریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اہم کام میں مشغول ہوں کہ تاکہ

مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیرخواہی اور ہمدردی کی طرف کھینچوں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں جو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں"۔

(تبلیغ رسالت جلد ۷ صفحہ ۱۰)

انگریز نے مسلم لباس میں ایک اور منافق کو بھی منتخب کیا اور اس کو سر کا خطاب دے کر سرسید احمد خان بنایا۔ اس نے ہر طرح جہاد کے خلاف زہر اگلا۔ مندرجہ ذیل ایک خط سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اس خط میں جو زبان استعمال کی ہے اس طرح کسی انگریز نے بھی استعمال نہ کی ہوگی یہ زبان شاہ عبدالعزیز کے فتوے کو عملی جامہ پہنانے والے علماء کرام امداد اللہ مہاجر مکی' رشید احمد گنگوہی' محمد قاسم نانوتوی رحمہم اللہ رحمتہ واسعتہ وغیرہم کے خلاف استعمال کی ہے۔ ملاحظہ ہو ۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی اور مجاہدین کے خلاف سرسید احمد خان کی تحریر......

"اور یہ جو ہر ضلع میں باغی اور جاہلوں کی طرف سے جہاد کا نام ہوا اگر ہم اس کو جہاد ہی فرض کریں تو بھی اس کی سازش و استحکام قبل دسویں مئی ۱۸۵۷ء مطلق نہ تھی غور کرنا چاہئے کہ اس ہنگامے میں جن لوگوں نے جہاد کا جھنڈا بلند کیا ہے ایسے خراب اور بد رویہ اور بد اطوار آدمی تھے کہ بجز شراب خوری اور تماش بینی اور ناچ و رنگ دیکھنے کے کچھ وظیفہ ان کا نہ تھا بھلا یہ کیونکر پیشوا اور مقتدائے جہاد گنے جا سکتے تھے۔

اس ہنگامہ میں کوئی بات بھی مذہب کے مطابق نہیں ہوئی۔ سب جانتے ہیں کہ سرکاری خزانہ اور اسباب جو امانت تھا اس میں خیانت کرنا (یعنی لوٹ مار کرنا) ملازمین کا نمک حرامی کرنا (یعنی ترک موالات کرنا) مذہب کی رو سے درست نہ تھا۔ صریح ظاہر ہے کہ بے گناہوں کا قتل علی الخصوص عورتوں' بچوں اور بوڑھوں کا قتل مذہب کے بموجب گناہ عظیم تھا پھر کیونکر یہ ہنگامہ غدر جہاد ہو سکتا تھا۔ ہاں البتہ چند بد ذاتوں نے دنیا کی طمع اور اپنی منفعت اور اپنے خیالات پورے کرنے اور جاہلوں کے بہکانے کو' اور اپنے ساتھ جمعیت جمع کرنے کو جہاد کا نام دے دیا۔ پھر یہ بات بھی مفسدوں کی حرام زدگیوں میں سے ایک حرام زدگی تھی نہ واقع میں جہاد۔

(علماء ہند کا شاندار ماضی جلد ۴۔ ص ۱۹۸)

ان دو اشخاص کے علاوہ انگریز نے کچھ اور حضرات کو بھی اس کام پر لگا دیا کہ وہ اہل جہاد اور مجاہدین کو بدنام کریں۔ ان پر طرح طرح کے مطاعن اور فتوے چسپاں کرے' چنانچہ اس کام کے لئے ایک جماعت تیار کی گئی اور انہوں نے اہل حق اور جہاد کے جذبہ رکھنے والے حضرات کو بدنام کرنا شروع کیا۔ چنانچہ انگریز نے ان کو ایک لفظ وہابی کا الاٹ کر کے دیا اور انہوں نے اس لفظ کو بے دریغ استعمال کیا اور جو حضرات جہاد سے زیادہ وابستہ تھے ان کو زیادہ نشانہ بنایا گیا۔ چنانچہ شاہ اسماعیل شہید' اور ان کے قافلے کو سب سے زیادہ ہدف تنقید بنایا اور مزے کی بات یہ ہے کہ سابقہ کابل کی کٹھ پتلی حکومت مجاہدین کے خلاف زور وشور سے اسی نسخہ کو استعمال کرتی رہی ہے کہ خبردار! وہابی لوگ ہمارے ملک پر قبضہ کے لئے آگئے ہیں۔

ان تمام حربوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کے ذہنوں سے لفظ جہاد اور اس کا مفہوم کافی حد تک غائب ہو گیا۔ پڑھانے والے نے بڑھایا' پڑھنے والے نے پڑھایا۔ مگر بے شعوری سے اور جہاد کے ساتھ وابستگی تقریباً ختم ہو گئی اور اس پر مٹی کے انبار لگ گئے۔ کتاب الحیض اور کتاب النفاس کی حیثیت کتاب الجہاد اور کتاب المغازی سے زیادہ حساس اور نمایاں ہو گئی تھی پھر اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ جہاد چھوٹنے سے مسلمان مجموعی طور پر غلام بن گیا' ان کا قانون ناقابل استعمال قرار دیا گیا اور ہر جگہ مسلم امت پر مصائب ٹوٹنے شروع ہو گئے۔ حالانکہ کل دنیا میں مسلمان تعداد کے لحاظ سے سب سے زیادہ ہیں۔ یعنی ایک ارب کے قریب اور دوسرے نمبر پر عیسائیت پوری دنیا میں ۸۲ کروڑ ہیں۔ مسلمانوں کی ۵۰ حکومتیں ہیں اور جہاد (افغانستان) کی برکت سے چھ اور بننے والی ہیں۔ یعنی (روس) کے اندر' دنیا کی ۳۲ فیصد زمین پر صرف مسلمان قابض ہیں اور یہ تناسب بڑھنے والا ہے اور یہ حکومتیں جنگی نقشہ کے اعتبار سے ایسے مرکزی مقام پر واقع ہیں کہ ایک دن میں پوری دنیا کو بری' بحری اور فضائی راستوں سے جام کر سکتی ہیں۔

دنیا کے ۷۵ فیصد تیل پر صرف مسلمانوں کا قبضہ ہے۔ یہ ساری قوت صرف اس لئے بیکار ہو گئی کہ مسلمانوں نے اپنے دین سے وابستگی اور پھر جہاد کو چھوڑ دیا۔ آج بھی اگر اس پوری قوت کا رخ کفار کی طرف ہو جائے تو مسلمان امن وعزت کی زندگی سے مالا مال ہو جائیں گے اور آپس کے جھگڑے یکسر ختم ہو جائیں گے۔ اس یاس اور ناامیدی کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے افغانستان کی سرزمین سے ایک ہنگامہ کھڑا کیا۔ کیمونسٹ انقلاب آیا اور اس کی مدد کے لئے اور مزید آگے بڑھنے کے لئے اور دنیا پر قبضہ جمانے کے لئے بدقسمت روس اپنے آب وتاب کے ساتھ لاؤ لشکر لے کر افغانستان میں داخل ہوا۔ افغانستان میں اس نے لرزہ خیز مظالم ڈھائے۔ شعائر اللہ اور آثار اسلام کو چن چن کر بے دردی سے ختم کیا۔ مساجد کی بے حرمتی کی' قرآن کریم کی توہین وتحقیر کر کے اس کو گولیوں کا نشانہ بنایا۔ مدارس وعلماء کو صفحہ ہستی سے مٹانے پر اتر آیا۔

الغرض اس نے توہین وتحقیر کی انتہا کر دی۔ ادھر سے مسلمانوں کی غیرت ایمانی جاگ اٹھی اور جہاد کا فریضہ زندہ ہونے لگا۔ ہزاروں پردوں کے پیچھے سے اور انباروں مٹی کے نیچے سے اعلاء کلمتہ اللہ کے لئے شمشیر اسلام ذروۃ سنام الاسلام نمودار ہوا اور معاً" نصرت خداوندی دوڑ دوڑ کر پہنچی' ہولناک معرکے ہوئے۔ کفر کے ٹینکوں سے ایمان کی کلہاڑیوں نے ٹکرانا شروع کر دیا۔ ایمان سے بھرے ہوئے سینوں نے توپ کے گولوں کا فراخدلی سے استقبال کیا۔ عقابی روحوں نے فضاؤں میں بموں کو خوش آمدید کہا۔

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں
بجھ کر تکبیر سے ہے یہ معرکہ دین و وطن
اس زمانے میں کوئی حیدر کرار بھی ہے

زمین لرز گئی مگر خوش بھی ہوئی کہ صدیوں کے بعد صحراؤں میں اللہ اکبر کے نعرے گونج اٹھے شہر اور گاؤں اجڑ تو گئے مگر تعمیر نو کے لئے......

باقی صفحہ ۲۶ پر

اسلامی تعلیمات سہل انداز میں سمجھنے اور سمجھانے کے لئے
مولانا محمد اسلم شیخوپوری کی مشہور کتاب
ندائے منبر ومحراب
کا مطالعہ کیجئے
جلد ثالث شائع ہو چکی ہے
جلد ثالث درج ذیل موضوعات پر مشتمل ہے
قرآن اور صاحب قرآن' معجزات' انسان اول کی داستان کے دس اسباق' طوفان نوح' علم اور اسلام' محنت عمل اور اسلام' عظیم ترین مگر مظلوم ترین کتاب' مسٹر اور ملا' جمعہ المبارک' آذان زندہ حقائق کا اعلان' حضرت عمر فاروق' غافلوں کے لئے چند تازیانے' بے مثال کتاب' رشوت' منشیات
ہر قسم کی اسلامی کتابوں کے لئے رجوع کیجئے
(۱) مکتبہ حلیمیہ جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی ۲۹
(۲) الجنت پرنٹنگ پریس ایم اے جناح روڈ کراچی
فون:- 7729521

شناختی کارڈمیں مذہب کے خانہ سے کوئی فرق نہیں پڑے گا'مولوی فقیر محمد

فیصل آباد (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے گورنر پنجاب میاں محمد اظہر کی فیصل آباد میں عیسائی رہنما بشپ آف فیصل آباد ڈاکٹر جان جزف کے ساتھ ملاقات میں اس بات کا خیر مقدم کیا ہے کہ شناختی کارڈ میں مذہبی خانہ سے کوئی فرق نہیں پڑے گا اور بھارت میں یکساں شناختی کارڈ کے باوجود مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے اب یہ مسئلہ ختم ہونا چاہئے۔ مولوی فقیر محمد نے کہا کہ عیسائی شراب کا پرمٹ حاصل کرتے وقت خود کو عیسائی لکھتے ہیں اور دیگر درخواستوں پر بھی اپنا مذہب عیسائی لکھواتے ہیں اس طرح شناختی کارڈ حاصل کرنے سے پہلے شناختی کارڈ درخواست فارم میں مذہب کے خانے کے سامنے عیسائی لکھتے ہیں اب اگر اسی مذہب کو شناختی کارڈ پر عیسائی لکھ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہوگا بلکہ تمام اقلیتوں کا تحفظ مزید واضح ہو جائے گا جبکہ پاکستان میں جداگانہ انتخابات ہو رہے ہیں اور تمام اقلیتوں کے ووٹروں کی لسٹ میں الگ الگ رنگ ہوتے ہیں اور الگ الگ نشستیں مخصوص ہیں جبکہ شناختی کارڈ میں مذہب کا اندراج صرف قادیانیوں کی دھوکا بازی کو ختم کرنے کے لئے ہے اور آئینی ترمیم اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کے تحت قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے فیصلہ کی تکمیل ہے انہوں نے وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا کہ شناختی کارڈ میں مذہب کا اندراج جلد شروع کیا جائے۔

سائنس کانفرنس میں ڈاکٹر عبدالسلام کو نہ بلایا جائے'قاری حضرت گل

بنوں (پ ر) خطیب جامع مسجد حق نواز خان اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما جناب قاری حضرت گل نے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی لابی کی طرف سے مسلمان ملکوں کے جوہری توانائی تک رسائی حاصل کرنے اور اپنے پرانے آقاؤں یہود و نصاریٰ کے لئے جاسوسی کرنے اور مسلمان ملکوں کے راز پہنچانے کے لئے پھر سرگرم ہو کر فسادات کی کوشش کر رہے ہیں۔ قاری حضرت گل نے کہا کہ اس سلسلے میں سب سے بڑا جاسوس ڈاکٹر سلام ہے اور یہودی لابی اس کو مسلمان سائنسدان ثابت کرنے کے لئے بہت زیادہ پروپیگنڈہ کر رہی ہے تاکہ وہ مسلمان ملکوں تک رسائی حاصل کر سکے۔ اس سلسلے میں قادیانی چالاکی سے میاں نواز شریف کے ذریعے ایک سائنسی کانفرنس پاکستان میں منعقد کرانے کی کوشش کر رہے ہیں جس کے لئے ایک دوسرے ڈاکٹر سعید اختر سرگرم ہو گئے ہیں۔ قاری حضرت گل نے جناب میاں نواز شریف صاحب وزیر اعظم پاکستان سے اپیل کی کہ وہ ان قادیانیوں کے جھانسے میں نہ آئیں کیونکہ ڈاکٹر سلام کو سویڈن انعام صرف یہودی لابی نے اس لئے دلوایا تھا یا دیا تھا تاکہ مسلمانوں کے ذہنوں میں اس کا رتبہ بڑھا کر جاسوسی کرائی جا سکے اور اب سائنسی کانفرنس کے ذریعے اس سازش کو کامیاب بنانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر حکومت کی خواہش ہو کہ وہ سائنسی کانفرنس منعقد کرے تو اس کے لئے پاکستان کے مایہ ناز مسلمان سائنسدان ڈاکٹر قدیر خان کی خدمات حاصل کر کے ان کے مشورہ سے کانفرنس کے انتظامات کرائے جائیں اور ڈاکٹر سلام وغیرہ قادیانیوں کو اس میں شریک نہ کرے ورنہ پاکستان کے غیور مسلمان عوام غدار اسلام غدار پاکستان ڈاکٹر سلام کو برداشت نہیں کریں گے اور مرتدین کی سازشوں کو ناکام بنا دیں گے۔

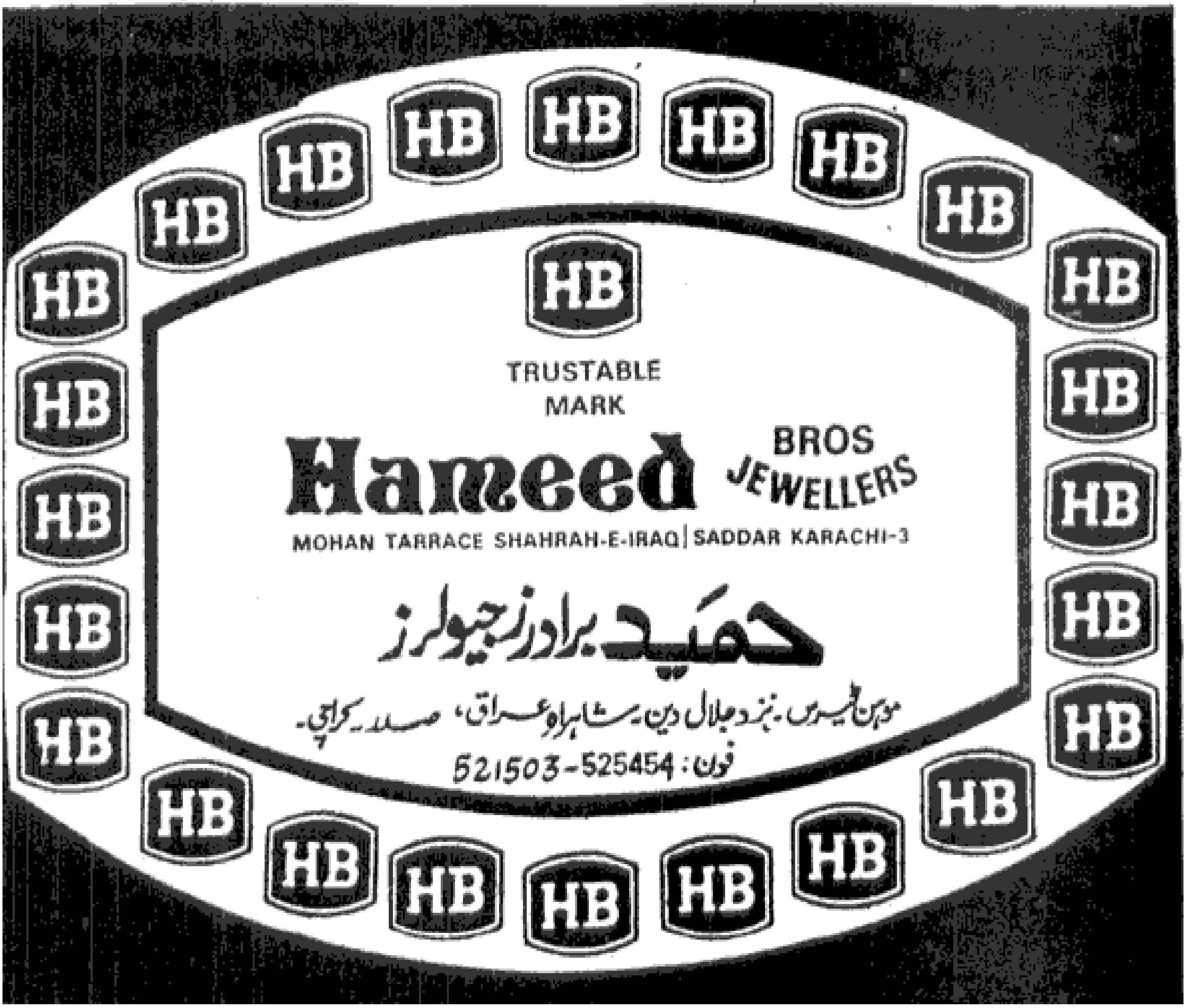

عالمی مجلس کے مبلغ مولانا عبداللطیف ایثار کا سرگانہ تحصیل میکسی کا دورہ

مولانا عبداللطیف ایثار مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے سرگانہ تحصیل میکسی کا دورہ کیا انہوں نے اپنے خطاب کے دوران کہا کہ ہم سب نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں اور ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کرتے ہیں جو لعین چاہے وہ قادیانی کی شکل میں ہو عیسائی کی شکل میں ہو یہودی کی شکل میں ہو سکھ یا ہندو کی شکل میں ہو رحمت دو عالم کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرے گا نیست و نابود کر دیا جائے گا۔

هوالشافی

ہر قسم کے مرض سے شفا حاصل کرنے کے لئے اعتماد کے ساتھ درج ذیل پتہ پر رجوع فرمائیں۔

ہومیو پیتھک ڈاکٹر مبارک بھاولپوری

۳۰ علی دولت اسکوائر۔ بلاک جی نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔

فون نمبر ۶۲۱۸۸۵ ۶۹

گوشۂ کتب

تبصرہ کیلئے کتاب کی دو جلدوں کا آنا ضروری ہے

تبصرہ: رعایت اللہ فاروقی

نام کتاب: تحفظ ختم نبوت

مصنف: محمد طاہر رزاق

صفحات: 320

ملنے کا پتہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

تبصرہ کے لئے اس وقت جو کتاب میری میز پر موجود ہے اس کے مصنف محمد طاہر رزاق صاحب ہیں وہ اگرچہ حضرت مولانا محمد طاہر رزاق نہیں ہیں مگر ان کی زیر تبصرہ کتاب پڑھنے کے بعد تاثر یہی قائم ہوتا ہے کہ وہ شاید "حضرت مولانا" ہیں اس لئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ عقیدہ ختم نبوت پر ان کی اس کتاب سے جو علمی رزق میسر آیا ہے وہ ویرزقھم من حیث لا یحتسب کا نمونہ ہے عقیدہ ختم نبوت پر کتاب لکھنا کسی غیر عالم کے لئے ناممکن نہیں ہے البتہ علمی کتاب ایک غیر عالم کے ہاتھ سے لکھی جانا کمال ہے۔

الحمدللہ علماء کرام اور مجلس کے اکابر نے اس کاوش کو خوب سراہا اور پسند کیا ہے۔

ہفت روزہ ختم نبوت

دنیا بھر میں آپ کے تجارتی و کاروباری تعارف کا مؤثر ذریعہ

اشتہار چھوٹا ہو یا بڑا، رنگین ہو یا بلیک اینڈ وائٹ اہم بات یہ ہے کہ وہ اشتہار کتنے لوگوں کی نظر سے گزرتا اور کتنے لوگوں پر اپنا تاثر چھوڑتا ہے۔

ختم نبوت میں شائع ہونے والے اشتہارات

80,000

سے زائد افراد کی نظر سے گزرتے اور انمٹ تاثر چھوڑ جاتے ہیں۔

آپ کی مصنوعات اور خدمات کے بھرپور تعارف کے لئے ختم نبوت ایک موثر ذریعہ ہے کیونکہ یہ صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ چالیس دیگر ممالک تک آپ کے پیغام اور تعارف کو پہنچا سکتا ہے۔

ختم نبوت میں دیا ہوا آپ کا اشتہار صرف دنیوی اعتبار سے ہی مفید نہیں بلکہ اشاعت دین اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی میں یہ آپ کا حصہ ہوگا جو بروزِ حشر شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ بنے گا۔

دینی تربیت و معلومات اور فتنہ قادیانیت کے کرتوتوں سے واقفیت کے لئے

ہفت روزہ ختم نبوت

پڑھیئے اور دوسروں تک بھی پہنچائیے

سودی لین دین والوں سے معذرت

مزید معلومات کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔ ایم۔ اے جناح روڈ پرانی نمائش کراچی

فون:۔ 7780337 ● فیکس:۔ 7780340

میں خود بھی ذاتی طور پر طاہر صاحب کا مداح اور قدر دان ہوں اگرچہ براہ راست ملاقات سے تاحنوز محروم ہوں۔

ختم نبوت کے صفحات پر کتب پر تبصرہ کی سعادت ایک عرصے سے مجھے ہی حاصل ہو رہی ہے مگر پھر بھی طاہر صاحب نے لاہور سے فون کرکے مجھے ہی تبصرہ کرنے کو کہا میں اس ذرہ نوازی پر ان کا مشکور ہوں۔

ان کی زیر تبصرہ کتاب "تحفظ ختم نبوت" دراصل ان کے ان کتابچوں کا مجموعہ ہے جو انہوں نے مختلف مواقع پر عقیدہ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے موضوع پر لکھیں اور یہ سلسلہ تادم تحریر چل رہا ہے کیونکہ ان کے بعض کتابچے ہمارے پاس ایسے بھی ہیں جو اس کتاب میں شامل نہیں ہیں۔ "تحفظ ختم نبوت" کے نام سے ان کتابچوں کو ایک کتاب کی شکل دینے سے ایک ایسی کتاب معرض وجود میں آچکی ہے جس میں عقیدہ ختم نبوت پر مدلل تحریر بھی ہے رد قادیانیت پر مختلف پہلوؤں سے بحث بھی اور ساتھ ہی تحفظ ختم نبوت کے کام کے لئے گراں قدر مشورے اور طریقے بھی ہیں۔

فہرست پیش خدمت ہے جس سے بخوبی اندازہ لگ سکتا ہے کہ اس کتاب میں قارئین کے لئے کیا کچھ ہے 'عقیدہ ختم نبوت' چہرہ قادیانیت' اٹھو مسلمانو! قادیانی قرآن بدل رہے ہیں' عاشقان مصطفیٰ ﷺ کہاں ہیں' عشق خاتم النبیین' شیزان کا بائیکاٹ' مجرم اسلام' مسئلہ کشمیر اور فتنہ قادیانیت' فتنہ قادیانیت کو پہچانئے' قادیانیت انگریز کا خود کاشتہ پودا' آستین کے سانپ' قادیانی کلمہ طیبہ سے کیا مراد لیتے ہیں؟' ہم تحفظ ختم نبوت کا کام کیسے کریں۔ اس فہرست سے کتاب کی اہمیت و افادیت کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ حسب دستور طاہر صاحب نے بھی تبصرے کے لئے کتاب کے دو سیٹ بھیجے تھے مگر اس وقت میری میز سے ایک سیٹ غائب ہے اور ایسا یقیناً کتاب کی اہمیت اور مفید ہونے کی بناء پر ہی ہوا ہے۔

تین سو بیس صفحات پر مشتمل یہ کتاب خوبصورت ٹائٹل کی حامل جلد میں مجلد ہے اور پرنٹنگ بھی آفسٹ کاغذ پر ہے جبکہ قیمت اس کی صرف سو روپے ہے۔ میں انہیں اس قدر کم قیمت رکھنے پر دعائیں دے ہی رہا تھا کہ ان کا لاہور سے فون آگیا کہ تحفظ ختم نبوت کے کام میں مصروف کارکنوں کے لئے اس کی موجودہ قیمت میں بھی ساٹھ فیصد کمی کردی گئی ہے۔ ان کے اس اقدام پر میں ان کے لئے دعاگو ہوں اور دیگر مصنفین اور اشاعتی اداروں کو دعوت فکر بھی دیتا ہوں کہ وہ بھی ایسے ہی جذبات کو اپنانے کی کوشش کریں تاکہ ایک مفید کتاب ہر قاری خرید کر اس سے مستفید ہو سکے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ طاہر صاحب کی اس سعی کو قبول فرمائے اور ان کے لئے ان کے مشن میں مزید آسانیاں پیدا فرمائے تاکہ ہر ہفتے ان کی ایک کتاب تبصرے کے لئے میری میز پر' مطالعے کے لئے قارئین کے ہاتھوں میں اور بال نوچنے کے لئے قادیانیوں کے سامنے ہو۔ آمین۔

بقیہ : مسئلہ ختم نبوت

معمار حرم باز بہ تعمیر جہاں خیز
از خواب گراں' خواب گراں' خواب گراں خیز
لاکھوں شہید ہوگئے لیکن ایک نئی حیات کیلئے
جب کچھ نہ بن پڑا تو ڈبو دیں گے سفینہ
ساحل کی قسم منت طوفان نہ کریں گے

لاکھوں کفار کے شر سے خلق خدا اور زمین نے آرام کا سانس لیا تب جاکر جہاد کا مفہوم ظاہر ہوگیا اور اس کی رونق بحال ہو گئی۔ چھوٹا بڑا بغیر لغوی تحقیق کے جہاد کو پہچاننے لگا کہ ہاں جہاد وہی ہوتا ہے کہ جس کے ذریعہ سے دنیا کی وحشی اور درندہ صفت قوموں کو بھی قابو کیا جاسکتا ہے اور سپرپاور کو سپرو کرکے صفرپاور میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

اب مسئلہ جہاد واضح ہوگیا۔ ابواب الجہاد کی نئی الگ کتابی شکل میں تصنیف ہونے لگی' فقہ کے اصول و قواعد کی روشنی میں احکام و مسائل ڈھونڈنے شروع ہوگئے اور قرآنی آیتوں میں فرضیت جہاد کے لئے سینکڑوں آیتیں چمکنے لگیں' علماء اور طلباء نے تلوار کو ہاتھ میں لے کر **الجنۃ تحت ظلال السیوف** کا مستانہ نعرہ لگایا اور مسلم نوجوان کو اسلام کے ساتھ شعوری وابستگی کا دور شروع ہوگیا اور **سبیلنا الجہاد سبیلنا الجہاد** کی فلک شگاف صدائیں بلند ہوئیں والحمد للہ علی ذالک۔

بقیہ : بہشتی مقبرہ روتا ہے۔

کر چکا ہے۔ اس کے واپس لینے کا موصی کو حق نہ ہوگا۔

دیکھو ٹری مقبرہ بہشتی قادیان) (اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۲۱۶ مؤرخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۳۶ء)

ابوبکر کے ہم پلہ امہ

آج تمہارے لئے ابوبکر کی فضیلت حاصل کرنے کا موقع ہے۔ اور وہ بہشتی مقام موجود ہے۔ جہاں تم وصیت کرکے اپنے پیارے آقا المسیح الموعود کے قدموں میں دفن ہوسکتے ہو اور چونکہ حدیثوں میں آیا ہے۔ کہ مسیح موعود رسول کریم کی قبر میں دفن ہوگا اس لئے تم اس مقبرہ میں دفن ہوکر خود رسول اکرم کے پہلو میں دفن ہوگے اور تمہارے لئے اس خصوصیت میں ابوبکر کے ہم پلہ ہونے کا موقع ہے۔

(افسر بہشتی مقبرہ کا اعلان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۹۹ مؤرخہ ۲ فروری ۱۹۱۵ء)

مرزا قادیانی کی چاندی کی قبر

ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی۔ اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۲۱۵ مؤرخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۶ء)

بقیہ : اپنی اقدار کو پہچانئے

نہیں ہے اور جو مسلمان نہیں ہے وہ دشمن ہے.... اور دشمن جب دوستی کا اظہار کرتا ہے تو اس میں بھی دشمنی پوشیدہ ہوتی ہے وہ بھائی کو بھائی کے خلاف استعمال کرتا ہے' اور جہاں موقع میسر آتا ہے اسلام کی بیخ کنی کرتا ہے اور یہی اس کا مقصد ہے۔

اپنی اقدار پہچانئے' ملت اسلامیہ تہذیب جدید کے تار عنکبوت میں الجھ کر رہ گئی ہے۔ پس پردہ جھانکیے کہ دشمن کہاں کہاں اور کیسے کیسے روپ میں گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ ان ہاتھوں کو پہچانئے۔ جو مسلمان قوم کو کرہ ارض سے مٹا دینے کا عزم رکھتے ہیں۔ ملت اسلامیہ مدہوش ہے اور لگتا ہے کہ اسی مدہوشی میں اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کرجائے گی۔

قوم مر رہی ہے۔ جو اچھے اور برے کی تمیز کھو چکی ہے۔ مادی زندگی ہی کو سب کچھ خیال کرلیا گیا ہے۔ اسلام کے خلاف خوفناک سازش ہو رہی ہے۔ اس سازش کی کڑیاں اور اہم مہرے بھی منظر عام پر آنے لگے ہیں۔ مگر سازشی ہاتھ پس پردہ ہیں۔ یہ سازش کسی اونچے پیمانے پر اس طرح تیار کی گئی ہے کہ تمام کام چھوٹے درجہ کے لوگوں پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ یار لوگوں نے اپنا جال بہت سوچ سمجھ کر تیار کیا ہے۔ جس کی ڈوریاں عقب میں پوشیدہ ہاتھوں میں ہیں۔ جو بڑی کامیابی کے ساتھ ڈوریاں ہلا رہے ہیں۔ موت چلتی ہوئی ہمارے قریب آچکی ہے۔ پاکستان کی عزت و آبرو کچے دھاگے سے لٹک رہی ہے' سروں پر کفن باندھ کر ظلم و ستم کے آگے طوفان بن کر ڈٹ جائیے کہ دشمن کا دل دہل جائے۔ اگر دشمن غیرت کو للکارے تو غیرت کے شرارے بن کر اس پر لپکئے اور اس کے حوصلے پست کر دیجئے۔ اور دشمن کے اعصاب پر دہشت بن چھا جائیے۔ ان بے دین عناصر کی بوٹیاں نوچ لیجئے جو روٹی چھیننے کے بعد اب ایمان بھی چھین لینا چاہتے ہیں۔ یہود و ہنود اور صلیبیوں کے ایجنٹ ہمارا قومی تشخص ختم کرنے کے لئے کوشاں ہیں' مسلمانوں کے اذہان سے قومیت اور مذہب نکالنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ دشمن نے بہت خطرناک ہتھیار استعمال کیا ہے۔ ہمارے ذہنوں سے درخشندہ ماضی نکال کر

اپنے نظریات کی سیاہی بھرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ نوجوان نسل کی سوچ بدلنے پر فوری توجہ دیئے جانے کی ضرورت سے انکار کی گنجائش نہیں ہے۔

بقیہ: اسلام اور مسلمان

انقلابات خانہ جنگیاں اور عقلی و مذہبی معرکے بھی شامل تھے اس طرح سیاسی قلب و ماہیت کا ایک عمل مسلم دنیا میں بھی وقوع پذیر ہوگا لیکن یہ اس کے اپنے تاریخی سیاق میں ہوگا۔

قابل غور بات یہ ہے کہ عرب دنیا میں کئی صدیوں سے جو سیاسی ماحول رہا ہے وہ یورپی استعمار' مطلق العنان حکومتوں' مصنوعی طور پر تشکیل دی گئی ریاستوں اور مسند شاہی پر نصب کئے جانے یا اقتدار پر زبردستی قبضہ کرلینے والے حکمرانوں پر مشتمل رہا ہے۔ اس عرب دنیا میں جمہوریت کاری کے لئے پیش قدمی دراصل ایک نیا تاریخی مرحلہ ہے اور جیسا کہ مغرب میں ہوچکا ہے' عرب دنیا میں بھی مختلف سیاسی طریقہ ہائے عمل کے تجربات کے نتائج کامیابیوں کی صورت میں بھی سامنے آئیں گے اور ناکامیوں کی صورت میں بھی۔

مسر اسپوزیٹو نے جمہوری عمل کے فروغ پر زور دیتے ہوئے کہا کہ تمام عوامی تحریکوں کو بلا تفریق یہ موقع دیا جانا چاہئے کہ وہ تشدد کے بجائے انتخابی راستہ سے اقتدار تک پہنچیں' لیکن جب اس راستہ سے اسلامی تنظیموں کو اقتدار حاصل ہو تو انہیں بھی جمہوریت کی ترویج کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے وہی حقوق دوسروں کو دینے چاہئیں جن کا مطالبہ وہ خود اپنے لئے کرتی آئی ہیں۔

بقیہ: مولانا زاہد الراشدی

جنہیں قادیانیوں کے علاوہ ملک کی تمام مذہبی و سیاسی جماعتیں عملاً" قبول کرچکی ہیں۔

۵۔ آئین کے تحت قائم اسلامی نظریاتی کونسل اسی بنیاد پر شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اضافہ کی سفارش کرچکی ہے اگر آنجناب اس پورے تسلسل کی نفی کرتے ہوئے قوم کو ۱۸۵۷ء کے بعد کی پوزیشن پر واپس لے جانا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی ورنہ جس سفر کا آغاز سر سید احمد خاں مرحوم نے ۱۸۵۷ء کے بعد مسلم قوم کے لئے جداگانہ حقوق کے عنوان سے کیا تھا اس کا منطقی تقاضہ تو یہی ہے کہ جداگانہ انتخابات کے فیصلہ کو پورے اعتماد کے ساتھ بحال رکھا جائے اور انہیں عملاً" یقینی بنانے کے لئے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا لازما" اضافہ کیا جائی امید ہے کہ آنجناب میری ان گزارشات پر سنجیدگی کے ساتھ غور فرمائیں گے اور اغور و خوض میں اپنے قارئین کو بھی شامل کریں گے۔

شکریہ...... والسلام

بقیہ: قلب

والارض...... فقنا عذاب النار ○

ترجمہ:۔ یقیناً" آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور روز و شب کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے میں نشانیاں ہیں عقل و خرد والوں کے لئے جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور پہلوؤں پر اور سوچتے ہیں' آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور کہتے ہیں اے ہمارے رب! تو نے یہ عالم باطل پیدا نہیں کیا تو برتر و بالا ہے پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

اللہ رب العزت کی کائنات کا آج تک اندازہ نہیں ہوسکا۔ اتنا معلوم ہے کہ یہ کائنات بے شمار جہانوں کا مجموعہ ہے۔ ہر جہاں کی بے کراں وسعت ہے اور یہ وسعت دم بدم محیر العقول تیزی سے بڑھ رہی ہے ان جہانوں میں ایک نظم و ربط ہے جس میں ذرہ برابر خلل نہیں آتا۔ یہ دیکھ کر انسان بالکل مجبور ہوجاتا ہے کہ اس غیر محدود نظام کو چلانے والی کوئی صاحب ارادہ ہستی ہے جسے ہم اللہ کہتے ہیں' اس فکر کیساتھ ہمارے "دل" میں ذکر کی جو لہر اٹھتی ہے کائنات کی طرح وہ بھی غیر محدود ہونا چاہتی ہے الغرض فکر کیساتھ ذکر بھی پروان چڑھتا ہے۔

میرے شیخ مولانا خلیفہ حافظ غلام رسول صاحب مدظلہ خلیفہ مجاز امام لاہوری" فرمایا کرتے ہیں.... "دل یار دل تے ہتھ کار ول" یعنی ہر وقت دل میں اللہ کی یاد ہونی چاہئے چاہے ہاتھ دنیوی جائز کاموں میں مصروف رہیں۔

معزز دوستو! آؤ اپنے اندر کی دنیا فتح کرکے باہر کی دنیا میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے برسرپیکار ہوجائیں۔ **ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمہ انک انت الوھاب۔**

بقیہ: قرآن پاک

لاریب فیہ اللہ کی اس آخری کتاب میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ پھر اس پروگرام کو اپنانے والوں کے متعلق فرمایا **اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون** یہی لوگ ہیں جو اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ دائمی کامیابی حاصل کرنے والے ہیں"۔

بہرحال قرآن کریم کے پروگرام کو سمجھنے اور اس کو نافذ کرنے کے لئے بڑی محنت' افرادی قوت' اور وقت کی ضرورت ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ انگریز لوگ تو مختلف کیٹیاں بنا کر حدیث پر تحقیقات (RESEARCH) کر رہے ہیں اس پر کثیر رقم خرچ کرتے ہیں مگر ہم زبانی ایمان لانے تک ہی محدود ہیں نہ اس ضمن میں کوئی محنت و کاوش ہوتی ہے اور نہ قرآنی پروگرام پر عمل درآمد کا موقع آتا ہے ہماری ناکامی کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم خود اپنے ذخیرہ علوم سے مستفید ہونے کے بجائے دوسروں کا منہ تک رہے ہیں۔ برطانیہ اور امریکہ کو آزمانے کے بعد اقتصادی نظام کے لئے چین کے نظام کی طرف آنکھیں اٹھتی ہیں اور کبھی روس اور جرمن کے نظاموں سے امید وابستہ کی جاتی ہے۔ نصف صدی سے زیادہ مدت اشتراکی نظام کو آزمایا گیا لیکن اس کے بخئے ادھڑ چکے ہیں۔

بقیہ: سیدنا صدیق اکبرؓ

ایسے کام سرانجام دیئے کہ کوئی اسلامی تاریخ ان کو فراموش نہیں کرسکتی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزاری اور ہر ایک مقام پر ان کو اپنی خواہشات پر مقدم رکھا جس کو کوئی تاریخ نہیں جھٹلا سکتی۔ آپ کی اولاد میں تین لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت تمام مسلمانوں کو سیدنا صدیق اکبر کی سچی محبت نصیب فرمائے (آمین ثم آمین)

بقیہ: آپ کے مسائل

کے بھی منکر ہیں۔ زکوۃ کا تصور بھی جدا ہے' جنات کا کوئی بھی وجود نہیں ہے' منکر حدیث بھی ہیں۔ قبلہ میں سخت پریشانی اور الجھن کا شکار ہوں آپ میرے ان تمام مسئلوں کا حل بتا کر مجھ پر احسان کریں گے۔ اگر یہ باتیں غلط ہیں تو آپ مجھ کو صراط مستقیم بتائیں تاکہ اس کی روشنی میں کوئی صحیح فیصلہ کرسکوں۔

ج:۔ پرویز کے عقائد پر کفر کا فتویٰ ہے۔ "علماء کا متفقہ فتویٰ پرویز کافر ہے" نامی کتاب میں یہ فتویٰ دیکھا جاسکتا ہے' پرویزی مسلک کے کسی شخص کے ساتھ مسلمان عورت کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ اگر کردیا گیا تو ہمیشہ زنا کا وبال سر پر رہے گا۔ اس لئے ان کو جواب دیدیا جائے۔

ایک بدنصیب ایم اقبال

س:۔ میں نے چھ سال پہلے اپنے والد مرحوم کو تنگ کیا تھا اور آخر انتقال تک تنگ کرتا رہا' اور اپنے کئے کی معافی نہ مانگ سکا۔ اب میں بہت پریشان ہوں' کیا کروں' انہوں نے مجھے انتقال کے وقت بددعا دی۔

ج:۔ والد کی نافرمانی اور اس کے ستانے کا جیسا بھی بھیانک انجام ہو قرین قیاس ہے۔ ایک حدیث شریف کا مضمون یہ ہے کہ والدین کی نافرمانی و گستاخی کی نقد سزا دنیا میں بھی مل کر رہتی ہے' آخرت کا وبال اور عذاب ابھی سر پر ہے' جس شخص نے اپنے والدین کو ان کی زندگی میں ستایا ہو اس کے تدارک کی تدبیر یہ ہے کہ والدین کے لئے ایصال ثواب کرے اور رو رو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے۔ اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا رہے کہ یا اللہ! میرے والدین کی مغفرت فرماکر ان کو میری طرف سے راضی کرادیجئے۔ کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرماکر اس کے والدین سے معافی دلوادیں اور دنیا و آخرت کا وبال اس سے ہٹادیں' اس کے لئے ضروری ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کو چھوڑ کر نیک بنے' تمام گناہوں سے سچی توبہ کرلے۔ اور نفل عبادات کا ثواب اپنے والدین کو بخشتا رہے۔

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

کیا آپ چاہتے ہیں
کہ آپ کی رقم
مسلمانوں کو مرتد
بنانے میں استعمال ہو ؟

تمام غیرتمند مسلمانوں سے ایک سوال

اس کا جواب یقیناً نفی میں ہے

لیکن

اس کے باوجود آپ کی لاعلمی اور بے توجہی کی وجہ سے آپ کی رقم سے مسلمانوں کو مرتد بنایا جارہا ہے

وہ کیسے ؟

آپ میں سے بعض لوگ قادیانیوں سے خرید و فروخت کرتے ہیں قادیانی تجارتی اداروں سے لین دین کرتے ہیں اور قادیانی کارخانوں کی مصنوعات استعمال کرتے ہیں

کیا آپ جانتے ہیں ؟

اسی خرید و فروخت، لین دین کے ذریعہ قادیانی جو منافع کماتے ہیں اسی منافع یعنی ماہانہ آمدنی کا ایک کثیر حصہ اپنے مرکز ربوہ میں جمع کراتے ہیں

جس کے نتیجہ میں

وہی رقم جو آپ سے کمائی جاتی ہے وہ آپ ہی کے خلاف استعمال ہوتی ہے یعنی مسلمانوں کو اسی رقم سے مرتد بنایا جاتا ہے

اگر آپ

قادیانیوں کے ساتھ کاروبار و تجارت کرتے ہیں تو گویا آپ ارتدادی کام میں بالواسطہ حصہ لے رہے ہیں اور انکا ساتھ دے رہے ہیں

یاد رکھیے

- آپ ہی کی رقم سے قادیانی اپنی ارتدادی تبلیغ کرتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے قادیانیوں کے تحریف شدہ قرآنی ترجمے چھپتے اور تقسیم ہوتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے ان کے پریس چلتے ہیں
- آپ ہی کے بل بوتے قادیانی مرکز "ربوہ" آباد ہے
- آپ ہی کی رقم سے قادیانی مبلغین اپنی ارتدادی تبلیغ کیلئے اندرون و بیرون ملک سفر کرتے ہیں

گویا قادیانیوں کی ہر حرکت میں براہ راست نہیں تو بالواسطہ آپ بھی شریک ہیں

لہٰذا

تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے قادیانیوں کے ساتھ مکمل سوشل بائیکاٹ کریں اور ان کے ساتھ لین دین، خرید و فروخت مکمل طور پر بند کردیں اور اپنے احباب کو بھی قادیانیوں سے بائیکاٹ کی ترغیب دیں۔

نوٹ کیجیے :- قادیانی فرقہ مسلمانوں کو مرتد بنانے کیلئے کروڑوں روپیہ ہر سال خرچ کرتا ہے

مرکزی دفتر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ
ملتان (پاکستان) فون، ۴۰۹۷۸